ماھنامہ
انوار مدینہ

شمارہ : ۱	صفر المظفر ۱۴۳۲ھ / جنوری ۲۰۱۱ء	جلد : ۱۹

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مدیر اعلیٰ	نائب مدیر

بدلِ اشتراک	ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے
پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے......... سالانہ ۲۰۰ روپے	دفتر ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات..... سالانہ ۷۵ ریال	اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ MCB (0954) 7914-2
بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر	رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302
برطانیہ، افریقہ .... سالانہ ۲۰ ڈالر	جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35330311
امریکہ .... سالانہ ۲۵ ڈالر	خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310
جامعہ مدنیہ جدید کا اِی میل ایڈریس	فون/فیکس : 042 - 37703662
E-mail: jmj786_56@hotmail.com	رہائش ''بیت الحمد'' : 042 - 36152120
fatwa_abdulwahid1@hotmail.com	موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپواکر
دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۵
مسئلہ رجم	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۰
اَنفاسِ قدسیہ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ	۲۲
تربیتِ اَولاد	حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ	۲۸
صدرِ مملکت کی خدمت میں کھلا خط !	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	۳۲
موت العَالِم موت العَالَم		۳۷
رحمۃ للعالمین ﷺ کے لیے تعددِ اَزواج	حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحبؒ	۳۸
حضرت اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہما	حضرت مولانا شاہ معین الدین صاحب ندویؒ	۴۳
اِسلام کی اِنسانیت نوازی	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۴۷
ماہِ صفر کے اَحکام اَور جاہلانہ خیالات	جناب مولانا مفتی محمد رضوان صاحب	۴۹
گلدستۂ اَحادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۷
دینی مسائل		۶۱

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

گزشتہ چند ہفتوں سے ننکانہ کی ایک عیسائی عورت کی طرف سے شانِ رسالت میں گستاخی کا واقعہ ہر خاص و عام میں موضوعِ بحث بنا ہوا ہے، آسیہ مسیح نامی عیسائی عورت نے گذشتہ برس جون میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں برملا گستاخی کی جسارت کی جس پر مقامی مسلمانوں کی طرف سے احتجاج ہوا، بعد اَزاں پنچایت ہوئی جس میں ملزمہ کو مجرم قرار دیا گیا پھر پولیس تفتیش میں بھی ملزمہ مجرم ثابت ہوئی بلکہ خود اُس نے اپنے جرم کا اعتراف بھی کیا۔ سیشن کورٹ میں مقدمہ چلا گواہوں کے بیانات، مقدمہ کے چالان اَور ملزمہ کے اعتراف کے بعد عدالت نے اِسے مجرم قرار دیتے ہوئے سزا سنادی۔

بعد اَزاں مجرمہ نے ہائیکورٹ میں اِس فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کی تا حال اُس کی سماعت شروع نہیں ہوئی، ہائیکورٹ کے بعد یہ مقدمہ سپریم کورٹ میں بھی جا سکتا ہے اَور فیصلہ بحال رکھنے کی صورت میں مجرمہ سپریم کورٹ میں نظر ثانی کی اپیل بھی کر سکتی ہے مگر اَدنیٰ سے اَدنیٰ اِیمان کے تقاضہ کی بنیاد پر قوی اُمید کی جاسکتی ہے کہ اِنشاء اللہ فیصلہ پھر بھی بحال ہی رہے گا۔

مگر دُوسری طرف ایک شرم ناک پہلو یہ بھی ہے کہ معاملہ عدالت میں دائر ہونے کے باوجود گورنر پنجاب جناب سلمان تاثیر مجرمہ سے ملاقات کے لیے جیل پہنچ گئے اُس سے ایک تحریر حاصل کر کے سزا سے بچانے کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیے۔ ایک سرکش کافرہ کے لیے گورنر صاحب کا اِس قدر فکر مند ہونا بے وقاری کے ساتھ ساتھ توہینِ عدالت کے زُمرے میں بھی آجاتا ہے۔ حکومتی ذمہ داروں کا اِنصاف کے حصول میں علی الاعلان روڑے اَٹکانا جہاں اُن کے منفی کردار کی عکاسی کرتا ہے وہیں اِداروں کے کھوکھلے پن کو بھی نمایاں کر رہا ہے۔

حسبِ سابق اِس موقع پر بد دین این جی اَوز بھی بہت سرگرمی سے سرورِ دو جہاں ﷺ کو گالی دینے والی مسیحی عورت کو قانون کی گرفت سے بچانے کے لیے ہر قسم کی لاقانونیت کررہی ہیں۔

پیپلز پارٹی کی رکن قومی اسمبلی شیریں رحمان نے نبی علیہ السلام کی ناموس کے پرخچے اُڑانے کے لیے تمام حدیں پھلانگ کر قومی اسمبلی میں قانون ناموسِ رسالت کو''ختم'' یا ''تبدیل'' کرنے کے لیے بل بھی جمع کرادیا ہے۔ امریکہ برطانیہ کی آشیر باد پر مسلم ملک کے اَندر مسلمانوں کے سچے اَور آخری نبی ﷺ کی عزت و ناموس پر کیچڑ اُچھالنے والی کفریہ قوتوں کو لگام دے کر قانون کے دائرہ میں رکھنا اَور بوقتِ ضرورت قانون پر فوری عملدرآمد کرا کر اِس کی بالادستی قائم رکھنا حکومتِ وقت کا سب سے اہم فریضہ ہوتا ہے۔

اِس میں ناکامی کی صورت میں تمام تر ذمہ داری حکومت پر آتی ہے لہٰذا آئے دِن آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی توہین کے نتیجہ میں پیدا ہونے والا مسلمانوں کا اِیمانی ردِّعمل بالکل فطری اَور حق بجانب ہے، آگے حکومت کی ذمہ داری ہے کہ قانون ناموسِ رسالت کو بعینہٖ برقرار رکھے۔ بصورتِ دیگر جو بھی ردّعمل ہوگا وہ ہر کسی کے قابو سے باہر ہو کر نہایت خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اَنبیاء علیہم السلام کی ناموس کی خاطر ہر قسم کی قربانی کی توفیق عطاء فرمائے، آمین۔

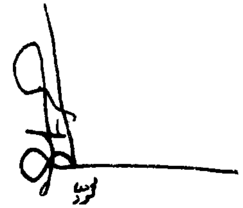

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اقدس پیرومرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

کفر کا گڑھ مشرق کی طرف ہے۔گھوڑے اَور اُونٹ والوں میں تکبر اَور اَکڑ ہوتی ہے دیہاتی زور سے بولتے ہیں۔جمعہ شہروں میں ہوگا دیہاتوں میں نہیں

﴿ تخریج وتزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 63 سائیڈ B 1986 - 12 - 12)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہٖ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہٖ اجمعین امابعد !

آقائے نامدار ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے کہ یمن میں خیر، دِلوں کی نرمی پائی جاتی ہے اَور وہ اِتنی زیادہ ہے کہ اَلْاِیْمَانُ یَمَانٍ وَالْحِکْمَۃُ یَمَانِیَّۃٌ اِیمان یمنی ہے اَور حکمت ہے تو یمنی۔حکمت کہتے ہیں کہ نبی نہ ہو اَور صحیح راستے پر چلے، بغیر نبوت کے صحیح چیز تک پہنچ جائے یہ حکمت کہلاتی ہے اَلْاِصَابَۃُ مِنْ غَیْرِ النُّبُوَّۃِ نبوت کے بغیر صحیح چیز تک پہنچ جائے تو لقمانِ حکیم جو کہلاتے ہیں وہ بھی اِسی لحاظ سے کہ وہ نبی نہیں تھے مگر اللہ کی ہدایت اُن کے ایسے شاملِ حال تھی کہ وہ صحیح راستے پر چلتے رہے صحیح باتیں کرتے رہے صحیح ہی باتیں اُن کی سمجھ میں آتی تھیں اِلہام ہوتی تھیں۔

اِسی طرح آقائے نامدار ﷺ نے جس طرف شر ہے وہ بھی بتلایا کہ رَأْسُ الْکُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ مدینہ طیبہ سے جانبِ مشرق بنتی ہے وہ جگہ جہاں کفر کا گڑھ تھا '' رَأْسُ الْکُفْرِ '' کفر کا سَر یعنی گڑھ کفر کی چوٹی کفر اِنتہائی پہنچا ہوا ہے چوٹی تک، وہ جگہ اَگر ہے تو مشرق کی سمت ہے وَالْفَخْرُ وَالْخُیَلَاءُ فِیْ اَھْلِ الْخَیْلِ وَالْاِبِلِ اَور تکبر اَور اَکڑ اِتراہٹ یہ اُن لوگوں میں پائی جاتی ہے جو گھوڑے اَور اُونٹ رکھتے ہوں

وَالْفَدَّادِیْنَ اَور وہ لوگ کہ جو اہلِ وَبَر ہیں اَور آواز زور سے نکالتے ہیں تو دیہات میں رہنے والے جنگل میں رہنے والے جو لوگ ہوتے ہیں اُن کو زور سے بولنا ہی پڑتا ہے اَصل میں، کیونکہ اگر وہ آہستہ بولیں تو آواز ہی نہیں جائے گی جنگل میں، کمرے میں تو آواز گونج جاتی ہے سُنائی دے سکتی ہے لیکن جنگل میں جس آواز سے کمرے میں بول رہے ہیں اگر بولیں تو وہ کسی کو سُنائی نہیں دے گی وہ خود ہی سُنے گا آدمی ،تو اُنہیں زور سے بولنا پڑتا ہے یعنی زور سے بولتے ہیں تو آواز اُن کی بڑھتی بھی ہے۔

آواز گھٹتی بڑھتی ہے :

اَور آواز کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ بڑھتی چلی جاتی ہے آدمی اگر کوشش کرے تو رفتہ رفتہ آواز بڑھ جاتی ہے۔قرآنِ پاک میں ہے یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَایَشَآءُ اللہ تعالیٰ مخلوق میں جو چاہے بڑھا دیتا ہے تو اِسی میں ایک قراءت ہے یَزِیْدُ فِی الْحَلْقِ حلق میں یعنی گلے میں اللہ تعالیٰ جو چاہیں بڑھا دیتے ہیں اِس کو کہتے ہیں کہ آواز جو ہے وہ بڑھ بھی جاتی ہے۔تو یہ لوگ جو جنگلوں میں رہتے ہیں دیہات میں رہتے ہیں یا اِسی طرح سے خانہ بدوش ہیں کہ وہ خیمے کہیں ڈال لیے اَور رہ گئے بکریاں بھی وہیں ہیں اُونٹ بھی وہیں ہیں چارہ بھی کہیں سے حاصل کر لیا اِس طرح سے جو رہتے ہیں اُن لوگوں کے مزاجوں میں سختی آجاتی ہے۔

وَالسَّکِیْنَۃُ فِیْ اَھْلِ الْغَنَمِ [1] بکریاں جو لوگ پالتے ہیں اُن میں تواضع اَور سکینہ ہوتا ہے۔

اہلِ مشرق میں فتنہ اَور دِلوں کی سختی :

اِس حدیث شریف میں بھی یہی آیا ہے کہ فتنے اِس طرف سے ہوں گے اِس سے آگے جو حدیث آرہی ہے اُس میں بھی یہی آرہا ہے مِنْ ھٰھُنَا جَاءَ تِ الْفِتَنُ نَحْوَ الْمَشْرِقِ مشرق کی سمت سے فتنے آئے یا فتنے ہوں گے۔ایک دفعہ یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ غِلَظُ الْقُلُوْبِ دِلوں کی سختی اَور جفاء یہ اہلِ مشرق میں ہے۔

اہلِ حجاز کی تعریف :

اَور اِیمان اہل حجاز میں ہے جیسے پہلے تعریف آئی اُوپر اہلِ یمن کی اِسی طرح اہلِ حجاز کی بھی تعریف

---

[1] مشکوۃ شریف ص ٥٨٢

آئی کہ اُن میں اِیمان ہے۔ اَب یہ اُس دَور کی بات ہے یا (بعد میں بھی) رہے گا، تو جو اُس دَور میں تھا وہ بعد میں بھی رہے گا اَور اِسی طرح ہوا۔ اِرشاد یہ بھی فرمایا ہے کہ ربیعہ اَور مُضر[۱] اِن دونوں میں سختی ہے اَب ربیعہ کا تو ایک وفد عبدالقیس قبیلہ ہے اُن کا، وہ تو آ گیا اَور اُس کو رسول اللہ ﷺ نے پذیرائی بخشی ہے اَور وہ لوگ بعد میں بھی اِیمان پر قائم رہے ہیں جس زمانے میں اِرتداد ہوا زکوٰۃ دینے سے بھی اِنکار کردیا اَور معاذ اللہ اِرتداد میں دین سے پھرنے شروع ہوگئے لوگ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دُنیا سے رُخصت ہوتے ہی بعد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہاں لشکر بھیجے اُن میں یہ لوگ جو ہیں عبدالقیس والے یہ ثابت قدم رہے ہیں اَور اِن پر حملے ہوئے اَور اِن میں سے بہت سے شہید ہوئے۔

جمعہ شہروں میں، حنفی مسلک اَور اُس کی وجہ :

اَور اِن ہی کی جگہ تھی وہ کہ جہاں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جُمعہ ہونا شروع ہوگیا تھا ورنہ جمعہ جو تھا وہ صرف دو جگہیں ہوتا تھا ایک مدینہ طیبہ میں اَور فتحِ مکہ مکرمہ کے بعد مکہ مکرمہ میں اَور تیسری جگہ یہاں یعنی آدمیوں کی تعداد کہ جہاں بیس مسلمان ہوں یا تیس ہوں یا چالیس ہوں یا پچاس ہوں اُن پر نہیں تھا مدار کہ آبادی پر ہو جمعہ بلکہ جمعہ شہروں ہی میں تھا اَور وہ تین ہی جگہ صرف ہوتا تھا تو اِن کی جو مرکزی جگہ تھی وہ ''جُوَاثٰی'' تھی اَور جُوَاثٰی ایک قلعہ بھی تھا وہاں منڈی تھی لوگ اِدھر اُدھر سے آتے تھے جُوَاثٰی ہی میں تو اِس وجہ سے یہی حنفی مسلک بنا کہ شہروں میں جمعہ ہوگا دیہات میں نہیں ہوگا اَور آبادی پر نہیں ہے آدمیوں کی تعداد پر نہیں ہے پچاس ساٹھ ہوں اگر، تو یہ بات نہیں ہے بلکہ شہر ہونا چاہیے۔

یہ لوگ ربیعہ والے تو ٹھیک رہے ہیں بالکل، ربیعہ کا وفد آیا ہے دو دفعہ آیا ہے ایک سن چھ میں آیا ہے ایک سن آٹھ میں آیا ہے دو مرتبہ یہ لوگ آئے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اِنہیں مرحبا بھی کہا ہے مرحبا کا مطلب یہی ہے کہ خوش آمدید جسے کہا جائے بہت اچھے آئے غَیْرَ خَزَایَا وَلَا نَدَامٰی نہ رُسواء ہوئے نہ نادم کوئی حرکت کرتے بُری اَور شکست کھاتے تو اُس پر نادم ہوتے اَور اگر شکست زیادہ بُری طرح ہوجاتی تو رُسوا بھی ہوتے تو نہ تم رُسواء ہوئے نہ نادم ہوئے بہت اچھی طرح آگئے تم لوگ، وہ مسلمان ہوگئے۔

درمیان میں اِن کے راستے میں ایک قبیلہ آتا تھا ''مُضَرُ'' اَب مُضَرُ جو ہیں یہ رسول اللہ ﷺ

---

[۱] مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۲

کے اَجداد میں بنتے ہیں مگر اہلِ مکہ اِیمان لانے میں متأخر رہے پیچھے رہے اِسی طرح مُضَر والے جو اَجداد میں تھے وہ پیچھے رہ گئے اَور یہ جو ہیں '' رَبِیْعَہ'' یہ بنتے ہیں اَصل میں چچا کی اَولاد رسول اللہ ﷺ کی، اُوپر جد کی طرف جائیں تو وہاں دو بھائی تھے دُوسرے بھائی کی اَولاد یہ ربیعہ قبیلہ بنتا ہے یہ اِسلام لانے میں مقدم ہو گئے پہلے لے آئے اِسلام قبول کرلیا تو یا تو یہ کہا جائے کہ یہ بات اُس وقت تھی اُس وقت کی حالت ذکر فرمائی ہے رسول اللہ ﷺ نے کہ اِیمان اُن لوگوں میں ہے یمن والوں میں ہے حجاز والوں میں ہے اَور سختی جو ہے وہ اُس طرف ہے اَور یا بعد کے لیے بھی ہے کہ فتنے اِدھر ہوں گے۔

چنانچہ یہاں آتا ہے حدیث شریف میں کہ رسول اللہ ﷺ نے دُعاء فرمائی **اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا** خداوندِ کریم شام میں ہمیں برکت دے اَب شام تو اُس وقت تک فتح بھی نہیں ہوا تھا وہاں رُومی حکومت تھی مگر دُعاء دی **اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا** ہمارے یمن میں برکت دے۔ صحابۂ کرامؓ میں کچھ تھے جنہوں نے عرض کیا **یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَفِیْ نَجْدِنَا** نجد میں بھی! تو آپ نے پھر وہی دوہرادی دُعاء **اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا** پھر اِن لوگوں نے عرض کیا نجد کا ذکر کیا۔

''نجد'' کا جغرافیہ :

''نجد'' کہتے ہیں اُونچے حصے کو کہ یہ سائڈ جو ہے مدینہ منورہ سے مشرق کی جانب وہ اُونچائی پر ہے تو وہ نجد ہے تو تیسری دفعہ آپ نے اِرشاد فرمایا جہاں تک اِنہیں یاد ہے کہ وہاں تو زلزلے ہوں گے اَور فتنے ہوں گے اَور وہیں شیطان طلوع کرے گا [۱] اَور یہ حصہ بنتا ہے نجدیوں کا اَور نجدی کہتے ہیں کہ یہ ہمارے بارے میں ہے ہی نہیں یہ تو بنتی ہے عراقیوں کے بارے میں کیونکہ عراق میں بڑے فتنے ہوتے رہتے ہیں پیدا، وہیں حضرتِ حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے وہیں حضرتِ علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے وہیں خوارج پیدا ہوئے وہیں شیعہ پیدا ہوئے دونوں طبقے وہیں پیدا ہوئے اَور وہیں یہ پلے اَور بڑھے ہیں تو یہ ہمارے بارے میں نہیں ہے یہ عراق والوں کے بارے میں ہے۔ اَور نجد کا جو حصہ اَب ہے اَصل میں وہ حصہ نجد کا تھا بھی نہیں کیونکہ وہ حصہ جو اَب نجد کا ہے اُس میں دَمَّامُ ہے اَلْخُبَرُ ہے ظَھْرَانُ ہے یہ نجد کا حصہ ہے آج، صوبۂ نجد ہے یہ، لیکن اُس زمانے میں یہ ظہران، دَمّام، الخبر وغیرہ یہی حصہ عبدالقیس کا تھا یہی جُوَاثٰی ہے یہی '' بحرین'' کہلاتا ہے۔

---

[۱] مشکوۃ شریف ص ۵۸۲

بَحْرَیْن :

تو بحرین ایک تو چھوٹا سا جزیرہ ہے اَور ایک وہ ہے جو جزیرے کے قریب جو سعودی عرب کا حصّہ ہے یہ بھی بحرین ہی ہے اِس کو بھی بحرین ہی کہتے ہیں تو وہ حصّہ جو اَب نجد میں داخل ہے اُس کا کافی حصّہ تو وہ بنتا ہے جو ربیعہ کا تھا اَور خارج تھا نجد سے تو نجد کا حصّہ اَور اُوپر والا بنتا ہے جو مدینہ طیبہ سے جانبِ مشرق بنا اُس میں ''ریاض'' آتا ہے یا اَور اُوپر کے حصّے وہ عراق کی طرف بھی بن جاتا ہے کچھ حصّہ اُس کا ایسا ہو سکتا ہے۔

شدت اَور نجدی :

تو یہ نجدی لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا نہیں مراد، اُن کا مراد ہے اَور شدت یہاں بھی پائی گئی اِس میں کوئی شک نہیں ہے یہ محمد بن عبدالوہاب یہ نجد ہی میں ہوئے ہیں اَور اِن میں شدّت پائی جاتی ہے اَور جاہلیت بھی پائی جاتی ہے اَور صفات کے بارے میں بھی اِن کا اِختلاف پایا جاتا ہے اُمت کے دُوسرے تمام طبقوں سے کچھ صفاتِ اِلٰہیہ کے بارے میں بھی ہے۔تو یہ حصّہ جو بالکل شمال کا بنتا ہے یہ اُس زمانے میں نجد بنتا تھا وہ اَور اُس سے اُوپر کا حصّہ عراق کا یہ سب کے سب حصّے وہ ہیں کہ جن میں غلط عقائد اَور غلط چیزوں والے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے تو اِسی طرح سے اَب تک چلا آتا رہا ہے۔

بصرہ :

ایک حدیث شریف میں بصرے کے بارے میں تعریف بھی آئی ہے اَور ایک حدیث شریف میں بصرے کے بارے میں بُرائی بھی آئی ہے تو بصرہ بھی ایسی جگہ بنتی ہے کہ اُس کے بارے میں اچھائی کے کلمات نہ اِرشاد فرمائے گئے بصرے میں ہوا بھی ہے اَیسا حضرتِ طلحٰہ رضی اللہ عنہ وہیں شہید ہوئے حضرتِ زبیر رضی اللہ عنہ وہیں شہید ہوئے جَمَلْ کی لڑائی وہیں ہوئی اَور دُوسری خرابیاں جو اَور بعد میں آنے والی ہوں گی اب تک بھی نہیں آئیں ہیں وہ بھی ہو سکتا ہے کہ وجود میں آئیں۔

تو آقائے نامدار ﷺ نے مختلف علاقوں کے بارے میں مختلف اَقوام کے بارے میں اِشارات فرمائے ہیں اَور وہ اِشارات جو ہیں بلا شبہ صادق آتے ہیں آج تک صادق آتے رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِسلام پر اِستقامت دے اَور آخرت میں آپ ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔(اختتامی دُعاء)

علمی مضامین سلسلہ نمبر ۴۳ (قسط : ۱)

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

مسئلہ رجم

نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم اما بعد !

مسئلہ رجم کے بارے میں آج کل یہ سوال اُٹھا ہے کہ رجم حدِّ زنا ہے یا تعزیری کارروائی ہے۔ نیز یہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔ چونکہ بہت سے مسلمان اِس بارے میں تفصیل جاننی چاہتے ہیں اِس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس کے ثبوت کے لیے دلائل جمع کر دی جائیں۔

لوگوں کا عام خیال یہ سننے میں آیا ہے کہ رجم کی روایتیں بخاری و مسلم وغیرہ میں آئی ہیں اَور یہ کتابیں تیسری صدی میں لکھی گئی ہیں۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک آدمی اگر ایک بات کہے اَور وہ دُوسرے سے اَور دُوسرا تیسرے سے کہے تو آٹھویں دسویں آدمی تک پہنچتے پہنچتے وہ بات بدل جاتی ہے۔

اِن دو اعتراضات کے ذریعہ چکڑالوی اَور پرویزی جو دَراصل اَفکار کے اعتبار سے معتزلہ ہیں اِسلام کے مسلّمہ عقائد و اَحکام میں شکوک پیدا کرتے ہیں۔

اِس لیے آج کل یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ علماء کو دلائل یعنی حدیثیں وہ پیش کرنی چاہئیں جو بخاری و مسلم وغیرہما رحمہم اللہ سے پہلے گزرے ہوئے محدثین کی کتابوں میں موجود ہیں لٰہذا ہم اِس مضمون میں وہی روایات پیش کریں گے۔

دُوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حدیثوں کی روایت میں ہمیشہ سب سے زیادہ اِس بات کو پرکھا جاتا

رہا ہے کہ محدث کی قوتِ حافظہ کتنی ہے۔ محدث اُسی کو مانا جاتا تھا کہ جس کی روایتوں کو بار بار آزمایا جا چکا ہو کہ اِس کی روایتوں میں ذرا بھی فرق نہیں آتا ورنہ اُس سے حدیث نہیں لی جاتی تھی۔ عمر کا لحاظ بھی رکھا جاتا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ عمر کے آخری حصہ میں اُس کا حافظہ متاثر ہو گیا ہو۔ جن محدثین کا حافظہ آخری عمر میں متاثر ہوا ہے اُن کے بارے میں یہ صراحت کردی گئی ہے کہ فلاں محدث کا حافظہ اُس کی وفات سے اِتنے سال پہلے متغیر ہو گیا تھا لہٰذا جن شاگردوں نے اِس دور سے پہلے اُن سے روایات سنی ہیں وہ معتبر ہیں جنہوں نے اِس دور کے بعد سنی ہیں وہ معتبر نہیں ہیں۔ ہر آدمی کی وِلادت، وفات، علمی سفر، قوتِ حافظہ، اُس کی عادات کہ وہ حدیث کے بارے میں کتنی احتیاط کرتا تھا، سنتے ہی مان لیتا تھا یا اُس کی تحقیق بھی کرتا تھا، یہ سب معلومات تحریراً جمع کی گئی ہیں۔ خود با اعتماد ہونے کے لیے ثِقَةٌ کا لفظ لکھا جاتا ہے اَور اگر اُس کی عادت تحقیق کی بھی تھی تو اُسے ثَبْتٌ بھی لکھتے ہیں۔ اِس طرح علم حدیث کے تمام راویوں کے حالات اسماء الرجال کی کتابوں میں لکھے ہوئے موجود ہیں۔ **تاریخ یحییٰ ابنِ معین ، کتاب الجرح و التعدیل، التاریخ الکبیر، تھذیب الکمال ، میزان الاعتدال ، لسان المیزان، تھذیب التھذیب، طبقات ابنِ سعد ، کتاب المجروحین، کتاب الضعفاء** وغیرہ تو دستیاب ہیں اِن میں تقریبًا بیس ہزار لوگوں کے حالات ہیں۔ یہ کتابیں اسماء الرجال کی کتابیں کہلاتی ہیں۔

حدیث لینے کے بارے میں احتیاط کی حد اِنتہائی رہی ہے اگر کسی شخص کے بارے میں یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ یہ جذبات میں کبھی غلط بات کہہ جاتا ہے تو ایسے شخص سے بھی روایت نہیں لیتے تھے۔

اِمام بخاری اَور مسلم وغیرہ تک تین یا چار پانچ واسطوں سے حدیث پہنچی ہے۔ اِن میں ہر شخص اِن شرائط پر پورا اُترتا ہے جو اُوپر بیان کی گئیں اِن کی روایتوں میں اَور اُن محدثین کی روایتوں میں جو کوفہ، بغداد، یمن، مدینہ منورہ، شام اَور مصر میں گزرے باوجود ذرائع مواصلات نہ ہونے کے اِنتہائی یکسانیت ملتی ہے۔ بخارا، سمرقند، نیشاپور اَور تِرمِذ کے محدثین کی کتابیں لے لیجیے جو دُنیاءِ اِسلام کے مشرق میں تھے اَور اِمام طحاوی کی روایات لے لیجیے جو مصر میں دُنیاءِ اِسلام کے غربی حصہ میں گزرے ہیں اِن میں جملے اَور سطروں کی سطریں ملتی چلی جائیں گی۔

اَب آپ غور کریں کہ اگر اِن شرائط پر پورے اُترنے والے سمجھدار اَور لائق ترین چار پانچ آدمی لائن میں لگا کر اپنی ایک بات آخری آدمی تک آپ پہنچانا چاہیں تو وہ بات بعینہٖ پہنچے گی یا بدل جائے گی۔ آپ سی ایس پی اَور پی سی ایس کرنے والوں میں بہترین حافظہ والے چن لیں پھر اِس بات کا تجربہ کریں تو جو بات پہلے آدمی نے

کہی ہوگی بعینہٖ وہی بات آخری آدمی کہے گا یہ تو عام بات کا عام جواب ہے لیکن محدثین کی شرائط پر پورے اُترنے والے لوگ لیے جائیں جو فی الوقت مل تو جائیں گے مگر لاکھوں میں ایک ملے گا جیسے یہ محدثین لاکھوں میں ایک تھے پھر اِن میں سے ہر ایک ایسا ہو کہ وہ اُس علم سے پوری دلچسپی رکھتا ہو اَور ہر شخص کو یاد کرنے کا موقع بھی دیا جائے پھر وہ دُوسرے کو اَور دُوسرا تیسرے کو بات پہنچائے یعنی اُن کے حافظہ کا یہ حال ہو کہ ایک دفعہ ہی میں پوری بات ٹیپ کی طرح محفوظ ہو جاتی ہو اَور مزید یاد کرنے کا موقع بھی دیا جائے پھر تیسرے چوتھے آدمی تک بات نہیں بدل سکتی۔ تجربہ کے طور پر ایسا امتحان ممکن بھی ہے اگرچہ محدثین کی جانچ اَور اُن کے امتحانات پھر بھی بہت زیادہ اَور ساری عمر ہوتے رہے ہیں۔

ایسے تمام اصول کہ روایت کرنے والے کیسے ہوں اَور روایت کے کیا کیا قاعدے ہیں یہ بھی سب موجود ہیں **معرفة علوم الحدیث ، المحدث الفاصل ،کفایه فی علم الروایه ، مقدمه ابن صلاح ، تدریب الراوی ، شرح نُخبة الفکر ، الرفع والتکمیل** ممکن الحصول کتابیں ہیں۔ اِن قواعد کے مطابق ہر روایت کا درجہ مقرر کیا جاتا ہے۔ یہ اصولِ حدیث کی کتابیں کہلاتی ہیں۔

بہت سی حدیثیں ایسی ہیں جن میں جناب رسول اللہ ﷺ کے کام نقل کیے گئے ہیں مثلاً آپ جہاد میں جاتے ہوئے فلاں باغ سے گزرے وہاں باغ کے پھل کے وزن کا اَندازہ لگایا۔ اِس قسم کی روایات جو جناب رسول اللہ ﷺ کی حرکات وسکنات سے تعلق رکھتی ہوں بہت ہیں اِن میں الفاظ بدلنے سے مطلب ایک ہی رہتا ہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے جو قواعد واُصول مقرر فرمائے اُن میں الفاظ بدلیں گے تو بھی مفہوم ایک ہی رہے گا مثلاً میراث کے قواعد کوئی بھی حساب داں اَحادیث سامنے رکھ کر یاد کرے تو قاعدہ وہی رہے گا۔

لیکن محدثین نے اِتنی احتیاط برتی ہے کہ اِن میں بھی جناب رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے اَدا ہونے والے کلمات ہی باقی اَور محفوظ رکھے ہیں۔ اِس احتیاط کے ساتھ تین چار واسطوں سے امام بخاری ومسلم وغیرہم تک حدیثیں پہنچی ہیں اَور اِنہوں نے اپنی اپنی کتابیں اپنے اپنے معیار اَور نقطۂ نظر سے لکھی ہیں۔

نیز تحریرِ حدیث صحابۂ کرامؓ کے زمانہ میں ہونے لگی تھی اِمام زہریؒ کے زمانہ میں جو صحابہ کرام کا زمانہ تھا یہ دستور عام ہو چکا تھا اِس بارے میں ہم نے اَلگ باحوالہ مضمون لکھا ہے اِس تحریر کے ساتھ وہ جمع نہیں ہوسکتا

لیکن ہمیں کوئی مسئلہ ثابت کرنے کے لیے اِن ہی کتابوں پر اِنحصار کرنا پڑے ایسا ہرگز نہیں ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ اِمام اعظم ابوحنیفہؒ وغیرہ امام بخاری و مسلم وغیرہ سے بہت پہلے گزرے ہیں اِن کی پیدائش حسب اِختلاف مورخین ۶۰ ھ میں اِمام بخاریؒ کی پیدائش سے ایک سو چونتیس سال پہلے ہوئی ورنہ کم اَزکم ایک سو چودہ سال پہلے ہوئی جب وہ پیدا ہوئے تو امام اعظمؒ کا مسلک (مسائل اِجتہادیہ) تمام دُنیا میں پھیل چکا تھا۔ جو دلیلیں یعنی حدیثیں امام اعظمؒ کو پہنچیں اُنہوں نے اُن سے مسائل سمجھنے کے اصول وضع کیے (اُصول فقہ) اَور مسائل اِستنباط کیے (یعنی نکالے) وہ دُنیا بھر کے علماء میں پہنچے اِس طرح ہر حدیث اَور مسئلہ دُنیا بھر کے علماء کے بیشتر حصہ نے مانا اُس پر عمل کیا اَور فیصلے دیے۔ ایسے مسائل کا اِنکار اِنکارِ حقیقت کے مترادف ہوگا، دُنیائے اِسلام کے چاروں اِمام اِسی صد سالہ عرصہ میں گزرے ہیں جو امام بخاریؒ سے پہلے کا دور ہے۔

اِس لیے مسئلہ رجم کے بارے میں مناسب ترین طریقہ یہ ہے کہ دُنیا میں اِن ہی معروف و مسلم ائمہ اَربعہ کی کتابوں میں جو روایات ہیں وہ اِس مضمون میں لکھ دی جائیں تا کہ معلوم ہو کہ ہر مسئلہ پر پوری اُمت کا اِتفاق چلا آرہا ہے تردّد کی بھی گنجائش نہیں۔

(۱) ائمہ اَربعہ میں سب سے پہلے اِمام جن کی علمیت و تقویٰ پر خود بخود اُمتِ مسلّمہ کے سب سے بڑے حصہ نے اعتماد کیا اَور اُن کے مسلک و فتاوی پر چلنے لگے وہ امام اعظم ابوحنیفہ النعمان ہیں رحمہ اللہ۔ اِمام اعظم تابعی بھی ہیں۔ وہ حضرت اَنس رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔ حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں :

رَأٰی اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ غَیْرَ مَرَّۃٍ لَمَّا قَدِمَ عَلَیْھِمُ الْکُوْفَۃَ. (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۶۸)

''اِنہوں نے حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ کو متعدد بار دیکھا ہے جب وہ اِن کے یہاں کوفہ آئے۔''

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے تحریر فرمایا ہے :

رَأٰی اَنَسًا ...... (تھذیب التھذیب ج ۱۰ ص ۴۴۹)

''حضرت اَنس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔''

(۲) دُوسرے ایسے ہی جلیل القدر امام جن کے اصول و مسائل پر علماء اُمت کا دُوسرا حصہ خود بخود

بأمراللہ چلتا آیا ہے اِمَامُ دَارِ الْھِجْرَۃِ (مدینہ منورہ) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ مدینہ شریف ہی میں پیدا ہوئے وہیں وفات پائی۔ یہ عمر میں اِمام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کم اَز کم تیرہ سال چھوٹے تھے اَور تابعی نہ تھے۔

حنفی ائمہ میں اِمام ابو یوسفؒ امام اعظمؒ کے شاگرد ہیں۔امام مالکؒ سے اِنہوں نے نہیں پڑھا، اِمام محمدؒ نے اِمام اعظمؒ اِمام ابو یوسفؒ اَور اِمام مالکؒ تینوں سے پڑھا ہے فقہ حنفی میں جہاں امام اعظمؒ کا ذکر آتا ہے وہاں اِن حضرات کا بھی ذکر آتا ہے۔

(۳) دُنیا میں ایسے تیسرے اِمام جنہیں ملّتِ اِسلامیہ نے اِسی طرح قبول کیا اَور اُن کی عظمت کا اعتراف کیا امام شافعیؒ ہیں۔ یہ اِمام مالکؒ اَور اِمام محمدؒ دونوں کے شاگرد ہیں۔حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں: ثُمَّ حَفِظَ الْمُوَطَّأَ وَ عَرَضَہٗ عَلٰی مَالِکٍ موطا یاد کر کے اِمام مالکؒ کو سنائی۔ وہ لکھتے ہیں وَکَتَبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ وِقْرَ بُخْتِیٍّ امام محمد بن الحسن سے اِنہوں نے بختی اُونٹ کے وزن کے برابر کتابیں لکھیں۔ (تذکرۃ الحفاظ للذھبی ص ۳۶۲ ج ۱ و مثلہٗ فی لسان المیزان ص ۱۲۱ ج ۵)

(۴) دُنیا میں ایسے چوتھے اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اِنہوں نے اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اِمام مالکؒ کی روایات لیں اگرچہ وہ اِن کے تقریباً ہمعصر تھے لیکن اِمام شافعیؒ کے شاگرد تھے اَور امام ابو یوسفؒ کے بھی۔حافظ ذہبیؒ نے اِمام ابو یوسفؒ کے حالات میں لکھا ہے : وَعَنْہُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْفَقِیْہُ وَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ (تذکرۃ الحفاظ للذھبی ج ۱ ص ۲۹۲) اِن سے اِمام محمد اَور اِمام احمد بن حنبل نے پڑھا ہے۔ اِمام ابو یوسفؒ سے اِمام لیثؒ نے بھی روایت لی ہے۔لیثؒ امام مالکؒ کے معاصر تھے اِن کی روایت عن یعقوب عن النعمان امام طحاویؒ نے اپنی جلیل القدر تصنیف شرح معانی الآثار میں باب القراء ۃ خلف الامام میں دی ہے۔یعقوب (ابو یوسفؒ) نعمان (ابوحنیفہؒ)۔

اِمام شافعیؒ کی عمر کا آخری حصہ مصر میں گزرا ہے وہ فرماتے ہیں کہ لَیْثٌ لَیْسَ بِدُوْنِ مَالِکٍ اِلَّا اَنَّ اَصْحَابَہٗ ضَیَّعُوْہُ یعنی لیث اِمام مالکؒ سے علم میں کم نہیں ہیں سوائے اِس کے کہ اِن کے شاگردوں نے اِن کے علوم محفوظ نہیں رکھے ضائع کر دیے۔ اِمام شافعیؒ جب مصر پہنچے ہیں تو لیثؒ وفات پا چکے تھے اِن کے شاگردوں سے اِن کی ملاقاتیں اَور مذاکرات ہوئے۔

مسئلہ رجم :

مسئلہ رجم اُن مسائل میں سے ہے جو اِسلام سے پہلے عیسائیوں میں اَور اُن سے پہلے یہودیوں میں اَنبیاءِ کرام پر نازل کردہ کتابوں میں موجود چلے آرہے تھے۔ اِسی لیے جب یہ مسئلہ آنحضرت ﷺ کے سامنے آیا تو قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی :

وَکَیْفَ یُحَکِّمُوْنَکَ وَعِنْدَھُمُ التَّوْرٰۃُ فِیْھَا حُکْمُ اللّٰہِ ثُمَّ یَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ وَمَآ اُولٰٓئِکَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ . (پ۶ سورۃ المائدہ آیت ۴۳)

''اَور وہ تجھ کو کس طرح منصف بنائیں گے اَور اُن کے پاس تو توراۃ ہے جس میں کہ اللہ کا حکم (موجود) ہے۔ پھر اُس کے بعد (بھی) وہ (اِس حکم سے) پھرتے ہیں۔ اَور وہ ہرگز ماننے والے (ایمان لانے اَور اُس پر قائم رہنے والے) نہیں ہیں۔''

اَور اِرشاد ہوا :

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰۃَ فِیْھَا ھُدًی وَّ نُوْرٌ یَحْکُمُ بِھَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ ھَادُوْا. (پ ۶ سُورۃ المائدہ آیت ۴۴)

''ہم نے توراۃ نازل کی اُس میں ہدایت اَور نور ہے اِس پر یہود کے فیصلے کرتے تھے (اُن کے) پیغمبر جو کہ اللہ کے حکم بردار تھے۔''

یعنی یہ مسئلہ آپ کے زمانہ کے یہودیوں کو معلوم تھا توراۃ میں موجود تھا اَور تورات مقدس کے احکام پر اَنبیاءِ کرام فیصلے کرتے آئے تھے اَور اُن کے بعد علماء بھی **وَالرَّبَّانِیُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ** (آیت: ۴۴)

نیز اِرشاد ہوا کہ یہ اَحکام جیسے تورات میں اُتارے گئے تھے ویسے ہی اِنجیل میں بھی باقی رکھے گئے تھے۔

وَقَفَّیْنَا عَلٰی اٰثَارِھِمْ بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ مِنَ التَّوْرٰۃَ. (سُورۃ المائدہ آیت ۴۶)

''اِن کے پیچھے اِن ہی (موسٰی علیہ السلام) کے نقشِ قدم پر ہم نے عیسٰی بن مریم کو بھیجا تصدیق کرنے والا اپنے سامنے توراۃ کی۔''

وَلْیَحْکُمْ اَھْلُ الْاِنْجِیْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فِیْہِ وَ مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ

فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ . (پ ٦ سُورۃ المائدہ آیت ۴۷)

''اَور چاہیے کہ حکم (فیصلے) کریں اِنجیل والے جو اللہ نے اُس میں اُتارا ہے اِس کے موافق اَور جو کوئی اللہ کے اُتارے ہوئے (حکم) کے موافق حکم (فیصلہ) نہ کریں تو وہی لوگ نافرمان ہیں۔''

اِن آیات کی تفسیر سمجھنے کے لیے علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اِن آیات کا (تاریخی واقعہ) سببِ نزول بحوالہ بغوی تحریر فرمایا ہے کہ :

''خیبر کے ایک یہودی مرد و عورت نے جو کنوارے نہ تھے زنا کیا باوجودیکہ توراۃ میں اِس جرم کی سزا (رجم) سنگسار کرنا تھی مگر اِن دونوں کی بڑائی مانع تھی کہ یہ سزا جاری کی جائے آپس میں یہ مشورہ ہوا کہ یہ شخص جو یثرب میں ہے (یعنی حضرت محمد ﷺ) اِن کی کتاب میں زانی کے لیے رجم کا حکم نہیں کوڑے مارنے کا ہے۔ تو بنی قریظہ کے یہود میں سے کچھ آدمی اِن کے پاس بھیجو کیونکہ وہ اِن کے ہمسایہ ہیں اَور اِن سے صلح کا معاہدہ بھی کر چکے ہیں۔ وہ اِن کا خیال معلوم کر لیں گے چنانچہ ایک جماعت اِس کام کے لیے روانہ کی گئی کہ نبی کریم ﷺ کا عندیہ معلوم کر لے کہ زانی مُحصن کی کیا سزا تجویز کرتے ہیں۔ اگر وہ کوڑے مارنے کا حکم دیں تو اُن پر رکھ کر قبول کر لو اَور رجم کا حکم دیں تو مت مانو۔

اِن کے دریافت کرنے پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے فیصلہ پر رضامند ہو گے؟ اُنہوں نے اِقرار کر لیا، خدا کی طرف سے جبرئیل علیہ السلام رجم کا حکم لے آئے۔ مگر وہ لوگ اپنے اِقرار سے پھر گئے آخر حضور ﷺ نے فرمایا کہ فدک کا رہنے والا ابن صوریا تم میں کیسا شخص ہے؟ سب نے کہا آج رُوئے زمین پر شرائع موسویہ کا اِس سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں۔ آپ نے اُس کو بلوایا اَور نہایت ہی شدید حلف دے کر پوچھا کہ توراۃ میں اِس گناہ کی سزا کیا ہے باوجودیکہ دُوسرے یہود اِس حکم کو چھپانے کی ہر ممکن کوشش کر رہے تھے جس کا پردہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے ذریعہ سے فاش ہو چکا تھا تاہم ابن صوریا نے جو اِن کا مسلم معتمد تھا کسی نہ کسی وجہ سے اِس کا اِقرار کر لیا کہ بے شک توراۃ

میں اِس جرم کی سزا رجم ہی ہے بعدہٗ اُس نے سب حقیقت ظاہر کی کہ کس طرح یہود نے رجم اُڑا کر زنا کی سزا یہ رکھ دی کہ زانی کو کوڑے لگائے جائیں اَور کالا منہ کر کے اَور گدھے پر اُلٹا سوار کرا کر گشت کرایا جائے۔

اَلحاصل حضور پرنور علیہ السلام نے اِن دونوں مرد و عورت پر رجم کی سزا جاری کی اَور فرمایا :

اَے اللہ! آج میں پہلا شخص ہوں جس نے تیرے حکم کو دُنیا میں زِندہ کیا اِس کے بعد کہ وہ اِسے مردہ کر چکے تھے۔''

اِن آیات سے معلوم ہو رہا ہے کہ جناب رسول اللہ علیہ السلام نے اِسلام میں وہی حکم باقی رکھا ہے جو اِنجیل میں تھا اَور وہی حکم اِس سے پہلے تو راۃ میں تھا یا مفصل حکم تو راۃ میں تھا اَور اِنجیل میں اِجمالاً اِس کی تصدیق تھی۔

اَب ہم بالترتیب ہر اِمام کی روایات نقل کرتے ہیں جن میں حدِّ رجم آئی ہے۔ پہلے اِمام اعظم ابوحنیفہؒ پھر اُن کے شاگرد اِمام ابو یوسفؒ و محمدؒ کی روایات پیش کی جاتی ہیں۔

اِمام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بہت مختصر کتاب مسند اِمام اعظم میں کتاب الحدود میں ہے :

اَبُوْحَنِیْفَۃَ عَنْ عَلْقَمَۃَ (بْنِ مَرْثَدٍ) عَنِ ابْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ مَاعِزَ بْنَ مَالِکٍ اَتَی النَّبِیَّ علیہ السلام فَقَالَ اِنَّ الْاٰخِرَ قَدْ زَنٰی فَاَقِمْ عَلَیْہِ الْحَدَّ ، فَرَدَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ علیہ السلام ثُمَّ اَتَاہُ الثَّانِیَۃَ فَقَالَ لَہٗ مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ اَتَاہُ الثَّالِثَۃَ فَقَالَ لَہٗ مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ اَتَاہُ الرَّابِعَۃَ فَقَالَ اِنَّ الْاٰخِرَ قَدْ زَنٰی فَاَقِمْ عَلَیْہِ الْحَدَّ فَسَأَلَہٗ عَنْہُ اَصْحَابَہٗ ھَلْ تُنْکِرُوْنَ مِنْ عَقْلِہٖ قَالُوْا لَا قَالَ اِنْطَلِقُوْا بِہٖ فَارْجُمُوْہُ قَالَ فَانْطُلِقَ بِہٖ فَرُجِمَ بِالْحِجَارَۃِ فَلَمَّا اَبْطَأَ عَلَیْہِ الْقَتْلُ اِنْصَرَفَ اِلٰی مَکَانٍ کَثِیْرِ الْحِجَارِ فَقَامَ فِیْہِ فَاَتَاہُ الْمُسْلِمُوْنَ فَرَجَمُوْہُ بِالْحِجَارَۃِ حَتّٰی قَتَلُوْہُ فَبَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ علیہ السلام فَقَالَ ھَلَّا خَلَّیْتُمْ سَبِیْلَہٗ.

فَاخْتَلَفَ النَّاسُ فِیْہِ فَقَالَ قَائِلٌ ھٰذَا مَاعِزٌ اَھْلَکَ نَفْسَہٗ وَقَالَ قَائِلٌ اَنَا اَرْجُوْ اَنْ یَّکُوْنَ تَوْبَۃً فَبَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ علیہ السلام فَقَالَ لَقَدْ تَابَ تَوْبَۃً لَوْ تَابَھَا فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ لَقُبِلَ مِنْھُمْ فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِکَ قَوْمًا طَمَعُوْا فِیْہِ فَسَأَلُوْہُ مَا یُصْنَعُ بِجَسَدِہٖ

قَالَ اِصْنَعُوْا بِہٖ مَا تَصْنَعُوْنَ بِمَوْتَاکُمْ مِّنَ الْکَفَنِ وَالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ وَالدَّفَنِ قَالَ فَانْطَلَقَ بِہٖ اَصْحَابُہٗ فَصَلُّوْا .

(مسند ابی حنفیۃؒ کتاب الحدود ص ۱۵۷ مطبوعہ اصح المطابع)

''حضرت ماعز بن مالکؓ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اَور (اُنہوں نے اپنے لیے اَخِرْ کا لفظ استعمال جس کے یہ معنی بھی ہیں کہ نیکی میں پیچھے رہ جانے والے یا ذلیل یا تباہ حال) عرض کیا کہ '' اَخِرْ'' نے زِنا کا اِرتکاب کیا ہے آپ اِس پر حد جاری فرما دیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اُسے لوٹا دیا پھر وہ دوبارہ آئے اَور اِسی طرح عرض کیا پھر تیسری دفعہ آئے اَور آپ نے ایسا ہی جواب اِرشاد فرمایا پھر وہ چوتھی دفعہ آئے عرض کیا کہ اَخِرْ نے زنا کا اِرتکاب کیا ہے اِس پر حد قائم فرمایئے۔ آپ نے اُن کے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ کیا اِس کی عقل تو خراب نہیں ہے اُنہوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ اِسے لے جاؤ اَور رجم کردو۔ بریدہؓ فرماتے ہیں کہ پھر اِنہیں لے جایا گیا اَور سنگسار کیا گیا جب اِنہیں قتل ہونے میں دیر لگی تو وہ پلٹے (لیکن) ایسی جگہ چلے گئے جہاں بہت پتھر تھے وہاں وہ کھڑے ہو گئے اِن کے پاس مسلمان پہنچے (آئے) اِنہیں سنگسار کیا حتی کہ اِنہیں قتل کر دیا۔

جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ اِطلاع پہنچی (کہ وہ اِس جگہ سے جہاں رجم کیا جا رہا تھا پلٹ کھڑے ہوئے تھے) تو اِرشاد فرمایا کہ تم لوگوں نے اِنہیں کیوں نہ چھوڑ دیا (یعنی اُن پر لگائی جانے والی حد اُن کے اِقرار پر موقوف تھی اَور اُن کا اِس میدان سے سزا دیے جانے کے وقت پلٹنا بمنزلہ اِنکار کے تھا اِس لیے سزا موقوف کر دینی چاہیے تھی) لوگوں میں اِن کے بارے میں اِختلاف ہوا۔ کسی نے تو یہ کہا کہ اُس ماعز نے تو اپنے آپ کو برباد کر لیا اَور کسی نے کہا کہ مجھے تو یہ اُمید ہے کہ اُن کا حد جاری کرانا ایک توبہ ہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے اِرشاد فرمایا کہ اُنہوں نے ایسی توبہ کی ہے اگر لوگوں کے گروہ کرتے تو وہ قبول کر لی جاتی (اُن کی نجات کے لیے کافی ہوتی)

جب یہ اِرشاد لوگوں نے سنا تو اُنہیں طمع کی حد تک اُن کے بارے میں رغبت ہوئی۔ دریافت کیا اَب اُن کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔ اِرشاد فرمایا جو تم اپنی میتوں کے ساتھ کرتے ہو کفن نماز اَور دفن۔ حضرت بریدہؓ نے فرمایا کہ اُنہیں اُن کے ساتھی لے گئے اَور نماز پڑھی۔''

اِس سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت ماعز اَسلمی رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اپنے اُوپر حد جاری کرنے کی درخواست کی تھی اَور یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اگر اپنی فرمائش اَور اِقرار سے کسی کو سزا ہو رہی ہو تو اُس کے اِنکار کرنے پر وہ سزا روک دی جائے گی کیونکہ سزا کا مدار صرف خود اُس کے ہی اِقرار واعتراف پر ہے۔

مسند ابی حنیفہ میں یہ روایت پانچ طرح بیان کی گئی ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ اَور بھی مختلف طریقوں سے یہ روایت موجود ہے۔

اِمام اعظم رحمہ اللہ کثیر الحدیث تھے۔ اِن کے پاس حدیث شریف کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ نصر بن حاجب فرماتے ہیں کہ میں ابوحنیفہؒ کے پاس ایک مکان میں گیا جو کتابوں سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ سب حدیثیں ہیں۔ میں نے تھوڑی سی اِتنی حدیثیں بیان کی ہیں جن سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے کچھ حدیثیں سنایئے تو اُنہوں نے یہ حدیث اِملاء فرمائی :

عَنْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِی الزَّعْرَاءِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِقْتَدَوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ . (تنسیق النظام شرح مسند ابی حنیفة الامام ص ۱۸۰ للحافظ العلامة المحدث الفقیه محمد حسن السنبلیؒ م: ۱۳۰۵ھ)

''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اِرشاد فرمایا: اُن دو کی پیروی کرو جو میرے بعد آنے والے ہیں اَور وہ ابوبکر و عمر ہیں۔''

اِس لیے اِمام اعظمؒ نے اِتنا فرما کر یہ حدیث اَور بھی مختلف طرق سے مروی ہے بقیہ اَحادیث کے حوالہ پر اِکتفاء فرمایا ہے۔

اِمام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ سے لے کر ہمارے زمانہ تک یہ مسائل اِسی طرح کتابوں میں لکھے جاتے رہے ہیں اَور اِن پر عمل چلا آ رہا ہے۔

''حد'' کی تعریف :

فقہ حنفی کی معروف ترین کتاب ہدایہ کتاب الحدود ج:۲ ص:۵۰۶ پہلے حد کی تعریف بتلاتی ہے :

(اَلْحَدُّ) فِی الشَّرِیْعَةِ هُوَ الْعَقُوْبَةُ الْمُقَدَّرَةُ حَقًّالِلّٰه تَعَالٰی.

'' یعنی حد شریعت میں اُس معین سزا کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنا حق قرار دے کر مقرر کی ہو۔''

پھر آگے تحریر فرماتے ہیں کہ زنا کی حد کس طرح ہوگی۔

فَصْلٌ: فِیْ کَیْفِیَّةِ الْحَدِّ وَاِقَامَتِهٖ : وَاِذَا وَجَبَ الْحَدُّ وَ کَانَ الزَّانِیْ مُحْصِنًا رَجَمَهٗ بِالْحِجَارَةِ حَتّٰی یَمُوْتَ لِاَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ رَجَمَ مَاعِزًا وَقَدْ اَحْصَنَ وَ قَالَ فِی الْحَدِیْثِ الْمَعْرُوْفِ وَ زِنًا بَعْدَ اِحْصَانٍ، وَعَلٰی هٰذَا اِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہم

(هدایه ج ۲ ص ۵۰۹)

فصل : اِس بارے میں کہ حد کی کیفیت کیا ہوگی اَور اِسے کس طرح جاری کیا جائے گا۔

جب حد واجب ہو جائے اَور زِنا کار محصن (شادی شدہ ہو آزاد ہو غلام نہ ہو مجنوں نہ ہو وغیرہ) تو قاضی اُسے پتھروں سے مارنے کا حکم دے گا حتی کہ وہ مر جائے کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت ماعز کو سنگسار کیا تھا اَور وہ (شادی شدہ) محصن تھے اَور حدیث معروف میں آتا ہے کہ جان لینی اُس صورت میں بھی ہوگی کہ اِحصان کے بعد زنا کرے اَور اِسی پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اِجماع ہے۔

ہدایہ ہی میں ہے کہ اِقرار چار دفعہ کرے گا تب معتبر ہوگا۔ اَور اِمام یعنی قاضی کے لیے یہ مستحب ہے کہ وہ اِسے اپنے اِقرار سے ہٹانے کی کوشش کرے اَور اگر وہ رُجوع کرے تو اُس کے رُجوع کو مانا جائے گا اَور اُسے چھوڑ دیا جائے گا۔ (ہدایہ ص ۵۰۸)

اَور اگر سزا گواہوں کی صداقت کی تحقیق کے بعد اُن کے بیانات پر دی جا رہی ہو تو سنگسار کرنے میں بھی اُنہیں ہی پہل کرنی ہوگی، اگر وہ پہل کرنے سے اِنکار کر دیں گے تو حد ساقط ہو جائے گی۔ اِسی طرح اگر گواہ مر جائیں یا غائب ہو جائیں تب بھی حد جاری نہ کی جائے گی۔ (ہدایہ ص ۵۰۸)

وَيُغْسَلُ وَ يُكَفَّنُ وَ يُصَلّٰى عَلَيْهِ . (هدايه ص ۵۰۹)

''اور اُسے غسل وکفن دیا جائے گا اور اُس پر نماز پڑھی جائے گی۔''

وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ مُحْصِنًا وَ كَانَ حُرًّا فَحَدُّهٗ مِأَةُ جَلْدَةٍ . لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِأَةَ جَلْدَةٍ اِلَّا اَنَّهُ انْتَسَخَ فِيْ حَقِّ الْمُحْصِنِ فَبَقِيَ فِيْ حَقِّ غَيْرِهٖ مَعْمُوْلًا بِهٖ . (الهدايه ج۲ ص ۵۰۹)

''اور اگر وہ محصن (شادی ورُخصتی شدہ) نہ ہو اور آزاد ہو غلام نہ ہو تو اُس کی حد سو کوڑے ہیں کیونکہ باری تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا ہے زانی مرد وزن ہر ایک کے سو سو کوڑے لگاؤ سوائے اِس کے وہ محصن کے حق میں منسوخ ہو گیا ہے (آیت رجم کی وجہ سے اِس کے لیے تو رجم کا حکم اُتر آیا) لہٰذا اِس کے علاوہ کنوارے کے لیے کوڑوں کا حکم باقی رہا۔''

(جاری ہے)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیر تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اور کتابیں

(۵) زیر تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

قسط : ۷

اَنفاسِ قدسیہ

قطبِ عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی کی خصوصیات

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب بجنوری
فاضل دارُالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت مدنی

✿ ✿ ✿

اُسوۂ حَسَنہ یا اَخلاقِ ظاہرہ :

حضرتِ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے قرآنِ پاک کی اِس آیتِ شریفہ **اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ** میں آنحضرت ﷺ کی مدح فرمائی ہے کہ آپ کا خلق نہایت عظیم ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت ﷺ کے خُلق کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا **کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ** (آپ کا خلق قرآن تھا) لہٰذا جس نبی برحق ﷺ کے خلق کی اللہ تعالیٰ تعریف فرمائے اَور جس نبی ﷺ کا خلق قرآن ہو اُس کے اخلاقِ شریفہ کی مدح اَور شمار قوتِ بشریہ وجنّیہ ومَلکیہ کی حد اِمکان سے باہر ہے لہٰذا جس اِنسان کا خلق نمونہ اَور پرتو ہو آنحضرت ﷺ کے اُسوۂ حَسَنہ اَور خلقِ مکرم کا اُس کا بیان و اِحاطہ احادیثِ نبویہ (**عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ**) وکتاب اللہ کی آیات وتفاسیر کے بیان کے مترادف ہے۔

حضرت شیخ الاسلام کے اخلاقِ ظاہرہ واَخلاقِ باطنہ پر حضور ﷺ کے اَخلاق کا عکس پڑتا ہے۔ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ اِس پُر فتن دَور میں حضرت نے اَصحابِ خیر القرون اَور سلفِ صالحین کی یاد تازہ کردی اَور اُن کی حیاتِ طیبات کے نقوش نہیں بلکہ جیتے جاگتے اَور چلتے پھرتے فوٹو پیش کردیے تو اِس میں صرف عقیدت اَور مبالغہ نہ ہوگا بلکہ اِظہارِ حقیقت ہے۔ آپ کے ساتھ رہنے والے اپنے آپ کو شعبہ ہائے زندگی کے ہر موڑ اَور ہر سطح پر ایسا محسوس کرتے تھے کہ اَب سے چودہ سو برس پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کے درمیان ہیں اَور خیر القرون کا مشاہدہ کررہے ہیں کہ شاگردانِ محمد ﷺ کی حیاتِ طیبات اِس طرح گزرتی تھیں۔

اِس پُر فتن اَور فیشن پرست دَور میں جبکہ اَخلاق کی حدیں سمٹ رہی ہیں اَور جدت وفیشن پرستی کے مقابلہ میں اِسلامی اَخلاق وکردار کو قدامت پرستی اَور مذہبی مالیخولیا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اِس زمانہ میں

اِنسان کا سب سے بڑا کمال یہی ہے کہ وہ اُسوۂ حسنہ آنحضرت ﷺ کو مضبوطی سے تھامے رہے چنانچہ آنحضرت ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں حضرت شیخ الاسلامؒ کے اَخلاقِ عظیمہ کے مختلف پہلوؤں کو پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

حضرت شیخ الاسلامؒ کے خلفاء و مریدین اَور تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ اِن اِسلامی اَخلاق کو اِختیار کریں اَور ایسی تمام چیزیں جو زمانۂ جاہلیت کی پیروی کے نشان میں سے ہیں پرہیز کریں۔ اتباعِ سنت اَور عشقِ شیخ کے لیے کچھ قربان کرنا پڑتا ہے محض آنکھ بند کرنے اَور پیرانہ ڈھونگ سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

غرباء و مساکین کے ساتھ :

خاکساروں سے مِلا کرتے ہیں جُھک کر سربلند
آسماں بہر تواضع ہی زمیں پر خم ہوا

غرباء و مساکین، یتامٰی واَسارٰی، ضعفاء و نادار، تنگ دست اَور لاوارِثوں کا وہی سہارا وٹھکانا ہوتا ہے جس کے قلب میں مخلوقِ خداوندی کی ہمدردی اَور دماغ میں اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ کا تصور اَور کُلُّ بَنِیْ آدَمَ اِخْوَۃٌ کا جذبہ ہوتا ہے۔ کہنے کو تو سب ہی کہتے ہیں لیکن عمل کے میدان میں حضرت شیخ الاسلامؒ ہی کو پایا ہے مخلوقِ خدا سے ہمدردی اَور اُن کی نصرت و معاونت کا جذبہ آپ کی رَگ و پے میں سمایا تھا سب جانتے ہیں کہ آپ مالی اعتبار سے نہ زمیندار تھے اَور نہ رئیس۔ حد یہ ہے کہ ہر ماہ آپ کو قرض لینا پڑتا تھا اِس پر بھی کوئی سائل یا ضرورت مند آپ کے آستانہ سے محروم نہ جاتا اَور آپ ہمیشہ اِرشادِ خداوندی فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ کو پیش نظر رکھتے تھے۔ میرے علم میں نہیں ہے کہ کوئی ضرورت مند سائل آپ کے دروازہ پر آیا ہو اَور محروم گیا ہو اَور کچھ نہیں تو کم اَز کم کھانا کھلا کر ضرور واپس کرتے تھے۔ سچ ہے اِسی قسم کے حضرات اِرشادِ باری تعالیٰ کا مصداق ہوتے ہیں وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا وہ لوگ اُس کی محبت میں مساکین و یتامٰی واُسارٰی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

ایک روز آپ درسِ حدیث سے تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں ایک سائل نے سوال کیا کہ میں ضرورت مند ہوں آپ نے فورًا ہی دس روپے کا نوٹ نکال کر حوالہ کیا (اُس وقت یہی دس روپے آپ کے پاس تھے)۔ اِسی طرح ایک دن دیوبند کے ایک صاحب نے آکر اپنی ضروریات کا اِظہار کیا حضرتؒ نے فورًا

ہی پانچ روپے نکال کر عنایت فرمائے۔ کسی نے عرض کیا کہ حضرت یہ آدمی تو علماء کو گالیاں دیتا ہے، آپؒ نے فرمایا اِسی وجہ سے تو میں نے روپے دِیے ہیں کہ اِس کو خیال ہوگا کہ علماء سے روپے ملتے ہیں اِن کو گالیاں نہ دینی چاہئیں۔

دارُالعلوم دیوبند کا طلباء کے متعلق ایک دستور رہے کہ جو طالب علم ۴۰ رفیصدی نمبروں سے کامیاب ہوگا مدرسہ اُسی کی کفالت کرے گا چنانچہ فیل ہونے والے غریب و نادار طلباء یا تو شہر کی مسجدوں سے وابستہ ہوتے یا پھر حضرت شیخ الاسلامؒ کے آستانہ سے وابستہ ہوتے۔ ایک دفعہ درمیان سال میں میرے ایک ساتھی کا دارُالعلوم نے ایک قصور کی بناء پر کھانا بند کردیا وہ روتے ہوئے حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرتؒ نے فرمایا اچھا! آپ ہمارے یہاں کھانا کھایا کریں۔

ایسا بھی بارہا ہوتا دیکھا گیا ہے کہ آپ کے پاس کچھ نہیں، سائل نے سوال کیا تو آپؒ نے دُوسروں سے قرض لے کر سائل کا سوال پورا کیا۔ کلکتہ اسٹیشن کا واقعہ ہے کہ ایک نوجوان سائل نے سوال کیا آپ نے دُوسرے سے دو روپے قرض لے کر سائل کو عنایت فرمائے۔

دیوبند کے ایک صاحب جو آج بھی حضرتؒ کے دسترخوان پر کھاتے ہیں اَور برسوں سے کھاتے چلے آرہے ہیں، ایک دِن جب حضرتؒ نے اُن کو دسترخوان پر نہیں دیکھا تو دریافت کیا کہ وہ صاحب کہاں ہیں؟ خدام میں سے کسی نے عرض کیا کہ حضرت فلاں آدمی نے اُن کو جھڑک دیا۔ پس پھر کیا تھا حضرتؒ آگ بگولہ ہوگئے اَور دسترخوان سے اُٹھ کھڑے ہوئے چاروں طرف آدمی دوڑا دِیے اَور بُلا کر اپنے ساتھ کھانا کھلایا۔

گرمی کا موسم تھا آپ صحنِ مکان میں تشریف فرما تھے، باہر سے ایک گندھلین نے طلباء سے کہا ''مولبی جی! پانی پلا دو'' (دیوبندی عوام کی زبان) مگر کسی نے نہ سُنا، چنانچہ حضرتؒ چارپائی سے اُٹھے اَور لوٹا لے کر نل کے پاس گئے۔ پھر کیا تھا تمام حاضرین دوڑ پڑے۔ حضرتؒ نے سب کو ڈانٹ دیا اَور خود پانی بھر کر اُس گندھلین کو پلایا۔

بعض مرتبہ حالتِ درس میں غرباء و مساکین اَور کمزور لوگوں کی اِمداد کی طرف توجہ دِلاتے اُس وقت آپ اِس حدیث کو بیان فرمایا کرتے تھے هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَ تُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ . (بخاری) تم کو ضعفاء اَور کمزور لوگوں کی وجہ ہی سے رزق دیا جاتا ہے اَور اِن ہی کی وجہ سے تمہاری اِعانت کی جاتی ہے۔

خدام کے ساتھ :

(۱) آنحضرت ﷺ کے خادم حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

خَدَمْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشَرَ سِنِیْنَ وَاللّٰہِ مَا قَالَ لِیْ اُفٍّ قَطُّ وَلَاقَالَ لِشَیْئٍ لِمَ فَعَلْتَ کَذَا وَ ھَلَّا فَعَلْتَ کَذَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا فَاَرْسَلَنِیْ یَوْمًا لِحَاجَۃٍ فَقُلْتُ وَاللّٰہِ لَا اَذْھَبُ وَفِیْ نَفْسِیْ اَنْ اَذْھَبَ لِمَا اَمَرَنِیْ بِہٖ فَخَرَجْتُ حَتّٰی اَمُرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ وَھُمْ یَلْعَبُوْنَ فِی السُّوْقِ فَاِذَا النَّبِیُّ ﷺ قَدْ قَبَضَ بِقَفَائِیْ مِنْ وَّرَائِیْ فَنَظَرْتُ اِلَیْہِ وَھُوَ یَضْحَکُ فَقَالَ یَا اُنَیْسُ ذَھَبْتَ حَیْثُ اَمَرْتُکَ قُلْتُ نَعَمْ اَنَا اَذْھَبُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَنَسٌ رضی اللہ عنہ وَاللّٰہِ لَقَدْ خَدَمْتُہٗ تِسْعَ سِنِیْنَ مَاعَلِمْتُ قَالَ لِشَیْئٍ صَنَعْتُہٗ لِمَ فَعَلْتَ کَذَا وَکَذَا وَلِشَیْئٍ تَرَکْتُہٗ ھَلَّا فَعَلْتَ کَذَا وَکَذَا . (للشیخین و ابی داوٗد والترمذی)

میں نے حضور ﷺ کی خدمت دس سال تک کی، خدا کی قسم کبھی آپ نے مجھے اُف تک نہیں کہا اَور نہ کبھی یہ فرمایا کہ یہ کام کیوں کیا اَور کیوں نہیں کیا۔ دُوسری روایت میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ تمام اِنسانوں میں سب سے زیادہ بہترین اَخلاق والے تھے چنانچہ ایک دِن مجھے آپ ﷺ نے ایک ضرورت کے لیے بھیجا میں نے کہا میں نہ جاؤں گا حالانکہ دِل میں یہی خیال تھا کہ میں چلا جاؤں گا جس کام کے لیے آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا ہے چنانچہ میں گیا، راستے میں میرا گزر کھیلتے ہوئے بچوں کے پاس ہوا جو بازار میں کھیل رہے تھے، میں بھی اُسی میں مشغول ہوگیا اَور بچوں کے ساتھ کھیلنے لگا، اچانک حضور ﷺ کا گزر اُس طرف ہوا۔ آپ ﷺ نے پیچھے سے میری گُدّی پکڑی میں نے جو دیکھا تو حضور ﷺ مسکرا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے محبت سے فرمایا اَے اُنیس! میں نے جس جگہ کے لیے تجھے حکم دیا تھا تو گیا کہ نہیں؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں حضور جاتا ہوں۔ حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم! میں نے

آپ ﷺ کی نو سال (اِس روایت میں) خدمت کی میں یہ نہیں جانتا کہ آپ نے کسی کام کے کرنے پر یہ فرمایا ہو کیوں کیا اَور نہ کرنے پر فرمایا ہو کیوں نہیں کیا؟

حضور ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں حضرت شیخ الاسلامؒ کا خدام اَور نوکروں کے ساتھ برتاؤ اَور اَخلاق ملاحظہ فرمائیں :

آپؒ کا خادم محمد اکبر اَندرونِ خانہ اَور بیرونِ خانہ کے کام اَور بچوں کے کھلانے پر ملازم تھا لیکن دِن بھر اِدھر اُدھر کھیلتا پھرتا تھا۔ حضرتؒ درسِ حدیث سے آتے جاتے اُس کو دیکھتے تھے کہ کھیل رہا ہے لیکن کبھی اُس کو ڈانٹ پھٹکار نہیں کی چنانچہ ۷۱ھ یا ۷۲ھ کا واقعہ ہے کہ یہی خادم محمد اکبر حضرتؒ کی چھوٹی صاحبزادی عزیزہ عمرانہ سلمہا کو چمن دارُالعلوم میں اُس جگہ کھلا رہا تھا جس جگہ ٹیوب ویل ہے، اُن دِنوں ٹیوب ویل کا بورنگ ہو رہا تھا چنانچہ محمد اکبر کی غفلت سے عمرانہ اَندر گڑھے میں جا گری اَور کسی ایسی چیز سے ٹکرائی کہ اُس کا ہونٹ پھٹ گیا لیکن اللہ کا شکر ہے کہ موت کے منہ سے بال بال بچی کیونکہ فوراً چند طلباء کنویں کے گڑھے میں کود پڑے اَور عمرانہ کو کنویں سے باہر نکال لائے، حضرتؒ نے محمد اکبر کو تب بھی اُف نہیں فرمایا۔

وہ لوگ جن کے یہاں نوکر چاکر کام کرتے ہیں حضور ﷺ کے اِس اُسوہ کو اَور حضرت شیخ الاسلامؒ کے اُسوہ کو غور سے ملاحظہ فرمائیں کہ حضرتؒ کے اُسوہ کو حضور ﷺ کے اُسوۂ حسنہ سے کس قدر مشابہت ہے۔ راقم الحروف اِس واقعہ کے وقت موجود تھا۔

(۲) جنابِ رسول اللہ ﷺ کے خادمِ خاص اَور متبنّٰی زید بن حارثہ جن کو زیادتی شفقت کی بناء پر تمام اہلِ مدینہ حضرت زید بن محمد کہنے لگے تھے جس کی وجہ سے حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی **مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ** محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں۔

حضرت شیخ الاسلامؒ کے خادمِ خاص اَور ملازم جناب سلیم اللہ سلمہ ہیں ۔حضرتؒ کا برتاؤ میاں سلیم کے ساتھ بالکل ایسا ہی تھا جیسا کہ میاں اَسعد واَرشد سلمہما (دونوں صاحبزادوں) کے ساتھ تھا، بال برابر فرق نہیں چنانچہ دیکھنے والے جانتے ہیں سلیم کو کوئی ملازم نہیں سمجھ پاتا تھا بلکہ باہر سے آنے والے یہی جانتے تھے

کہ میاں سلیم بھی گھر کے اَفراد میں سے کوئی ہیں۔

باہر سے گھر کے اَفراد کے لیے جو سامان گھڑیاں، چادریں صدریاں آئیں سلیم میاں بھی اُسی میں شریک ہوئے، گھر کے اَفراد حج کے لیے گئے تو میاں سلیم بھی ساتھ گئے۔ سلیم میاں سے کتنا ہی بڑا نقصان ہوا ہو کبھی حضرتؒ نے باز پُرس نہیں کی۔ سلیم میاں بیمار ہوئے تو حضرتؒ نے فرمایا سلیم! اگر تو کہے تو دہلی علاج کے لیے بھیج دُوں لکھنو کو کہے تو لکھنو بھیج دُوں، ہائے اَفسوس! اَب ایسا آقا سلیم کو کیا کسی کو بھی میسر نہ آئے گا۔

لُٹی ہے ایسی بہارِ گلشن کہ کوئی غُنچہ نہ کِھل سکے گا
ہزار ہا باغباں تو ہوں گے حسین احمدؒ نہ مل سکے گا

(جاری ہے)

قسط : ۲۴

تربیتِ اَولاد

﴿ اَز افادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

زیرِ نظر رسالہ ''تربیتِ اولاد'' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اِفادات کا مرتب مجموعہ ہے جس میں عقل و نقل اور تجربہ کی روشنی میں اَولاد کے ہونے، نہ ہونے، ہوکر مرجانے اور حالتِ حمل اور پیدائش سے لے کر زمانۂ بلوغ تک رُوحانی و جسمانی تعلیم و تربیت کے اِسلامی طریقے اَور شرعی احکام بتلائے گئے ہیں۔ پیدائش کے بعد پیش آنے والے معاملات، عقیقہ، ختنہ وغیرہ اُمور تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں، مرد عورت کے لیے ماں باپ بننے سے پہلے اور اُس کے بعد اِس کا مطالعہ اَولاد کی صحیح رہنمائی کے لیے انشاء اللہ مفید ہوگا۔ اِس کے مطابق عمل کرنے سے اَولاد نہ صرف دُنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی بلکہ ذخیرۂ آخرت بھی ثابت ہوگی اِنشاء اللہ۔ اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اِس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

بچوں کی پرورِش کرنے اَور اَچھی عادات سکھلانے مہذب بنانے کا دَستورُ العمل :

بہشتی زیور کے چوتھے حصہ میں اَولاد کی پرورش کا طریقہ کے ذیل میں کچھ ضروری دستور العمل ہے۔ دیکھنے سے اُس مقام کا بعینہٖ نقل کر دینا مناسب معلوم ہوا۔ گو اِس میں گذشتہ باتوں کا تکرار بھی ہے مگر اِن کی اہمیت کے پیشِ نظر تکرار کو گوارہ کر کے اِس میں قصور گوارہ نہیں کیا گیا۔ اَور وہ یہ ہے کہ جاننا چاہیے کہ یہ اَمر بہت ہی خیال رکھنے کے قابل ہے کیونکہ بچپن میں جو عادت بھلی یا بری پختہ ہو جاتی ہے وہ عمر بھر نہیں جاتی، اِس لیے بچپن سے جوان ہونے تک اِن باتوں کا ترتیب وَار ذکر کیا جاتا ہے :

☆ نیک بخت دین دار عورت کا دُودھ پلائیں، دُودھ کا بڑا اَثر ہوتا ہے۔

☆ اُس کے دُودھ پلانے کے لیے اَور کھلانے کے لیے وقت مقرر رکھو تاکہ وہ تندرست رہے۔

☆ عورتوں کی عادت ہے کہ بچوں کو کہیں سپاہی سے ڈراتی ہیں کہیں اَور ڈراؤنی چیزوں سے، یہ

بری بات ہے اِس سے بچہ کا دِل بے حد کمزور ہو جاتا ہے۔

☆ اُس کو صاف ستھرا رکھو کیونکہ اِس سے تندرستی رہتی ہے۔

☆ اُس کا بہت زیادہ سنگار نہ کرو۔

☆ اگر لڑکا ہو تو اُس کے سر پر بال مت بڑھاؤ۔

☆ اگر لڑکی ہے تو اُس کو جب تک پردہ میں بیٹھنے کے لائق نہ ہو جائے زیور نہ پہناؤ۔ اِس سے ایک تو اِن کی جان کا خطرہ ہے دُوسرے بچپن ہی سے زیور کا شوق دِل میں پیدا ہونا اچھا نہیں۔

☆ بچوں کے ہاتھ سے غریبوں کو کھانا کپڑا اَور ایسی چیزیں دِلوایا کرو۔ اِسی طرح کھانے کی چیزیں اُن کے بھائی بہنوں کو یا اَور بچوں کو تقسیم کرایا کرو تاکہ اِن کو سخاوت کی عادت ہو مگر یہ یاد رکھو کہ تم اپنی چیزیں اُن کے ہاتھ سے دِلوایا کرو خود جو چیز اُن ہی کی ہو (یعنی جس کے وہ مالک ہوں) اُسکا دِلوانا کسی کو درست نہیں۔

☆ زیادہ کھانے والوں کی برائی اُس کے سامنے کیا کرو مگر کسی کا نام لے کر نہیں بلکہ اِس طرح کہ جو کوئی بہت زیادہ کھاتا ہے لوگ اُس کو حبشی کہتے ہیں اُس کو بیل سمجھتے ہیں۔

☆ اگر لڑکا ہو تو سفید کپڑے کی رغبت اُس کے دِل میں پیدا کرو اَور رنگین اَور تکلف کے لباس سے اُس کو نفرت دِلاؤ کہ ایسے کپڑے لڑکیاں پہنتی ہیں تم ماشاء اللہ مرد ہو، ہمیشہ اُس کے سامنے ایسی باتیں کیا کرو۔

☆ اگر لڑکی ہو تو جب بھی زیادہ مانگ چوٹی اَور بہت تکلف کے کپڑوں کی عادت اُس کو مت ڈالو۔

☆ اُس کی سب ضدیں پوری مت کرو کیونکہ اِس سے مزاج بگڑ جاتا ہے۔

☆ چلاّ کر بولنے سے روکو خاص کر اگر لڑکی ہو تو چلاّنے پر خوب ڈانٹو ورنہ بڑی ہو کر وہی عادت ہو جائے گی۔

☆ جن بچوں کی عادتیں خراب ہیں یا پڑھنے لکھنے سے بھاگتے ہیں یا تکلف کے کپڑے یا کھانے کے عادی ہیں اُن کے پاس بیٹھنے سے اَور اُن کے پاس کھیلنے سے اِن کو بچاؤ۔

☆ اِن باتوں سے اُن کو نفرت دِلاتی رہو: غصہ، جھوٹ بولنا، کسی کو دیکھ کر جلنا یا حرص کرنا، چوری کرنا، چغلی کھانا، اپنی بات کو پچ کرنا (منوانا)، خواہ مخواہ اُس کو بنانا، بے فائدہ باتیں کرنا، بے بات ہنسنا یا زیادہ ہنسنا، دھوکہ دینا، بھلی بات کو نہ سوچنا۔ اَور جب اِن باتوں میں سے کوئی بات ہو جائے تو فوراً اُس پر تنبیہ کرو۔

☆ اگر کوئی چیز توڑ پھوڑ دے یا کسی کو مار بیٹھے تو مناسب سزا دو تاکہ پھر ایسا نہ کرے، ایسی باتوں میں لاڈ پیار بچوں کو کھو دیتا ہے۔

☆ بہت جلدی سونے مت دو۔ جلدی جاگنے کی عادت ڈالو۔

☆ جب سات برس کی عمر ہو جائے تو نماز کی عادت ڈالو۔

☆ جب مکتب میں جانے کے قابل ہو جائے تو پہلے قرآن پڑھواؤ۔

☆ مکتب میں جانے میں کبھی رعایت نہ کرو۔ جہاں تک ہو سکے دیندار اُستاد سے پڑھواؤ۔

☆ کسی کسی دِن اُن کو نیک لوگوں کی حکایتیں (قصے) سنایا کرو۔

☆ اُن کو ایسی کتابیں مت دو جن میں عاشق معشوقی کی باتیں یا شریعت کے خلاف مضمون یا اَور بے ہودہ قصہ یا غزلیں وغیرہ ہوں۔

☆ ایسی کتابیں پڑھواؤ جس میں دین کی باتیں اَور دُنیا کی ضروری کارروائی آجائے۔

☆ مکتب سے آنے کے بعد کسی قدر دِل بہلانے کے لیے اُس کو کھیلنے کی اِجازت دو تاکہ اُس کی طبیعت اُکتا نہ جائے لیکن کھیل ایسا ہو جس میں گناہ نہ ہو جھوٹ بولنے کا اَندیشہ نہ ہو۔

☆ آتش بازی یا باجہ فضول چیزیں مول لینے کے لیے پیسے مت دو۔

☆ کھیل تماشہ دِکھلانے کی عادت مت ڈالو۔

☆ اَولاد کو ضرور کوئی اَیسا ہنر سِکھلا دو جس سے ضرورت اَور مصیبت کے وقت چار پیسہ حاصل کر کے اپنا اَور اپنے بچوں کا گزارہ کر سکے۔

☆ لڑکیوں کو اِتنا لکھنا سِکھلا دو کہ ضروری خط اَور گھر کا حساب کتاب لکھ سکیں۔

☆ بچوں کو عادت ڈالو کہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کیا کریں۔ اَپاہج اَور سُست نہ ہو جائیں۔ اِن سے کہو کہ رات کو بچھونا اپنے ہاتھ سے بچھائیں۔ صبح کو جلدی اُٹھ کر تہہ کر کے اِحتیاط سے رکھ دیں۔ کپڑوں کی گٹھری اپنے اِنتظام میں رکھیں پھٹا ہوا خود سی لیا کریں، کپڑے خواہ میلے ہوں یا صاف ایسی جگہ رکھیں جہاں کیڑے چوہے کا اَندیشہ نہ ہو۔ دھوبن کو خود گن کر دیں اَور لکھ لیں اَور گن کر لیں۔

☆ لڑکیوں کو تاکید کرو کہ جو زیور تمہارے بدن پر ہے رات کو سونے سے پہلے اَور صبح جب اُٹھو

دیکھ بھال لیا کرو۔

☆ لڑکیوں سے کہو کہ جو کام کھانے پکانے، سینے پرونے، کپڑے رنگنے، کوئی چیز بننے کا گھر میں ہوا کرے اُس کو غور سے دیکھا کرو کہ کیسے ہو رہا ہے۔

☆ جب بچے سے کوئی بات خوبی کی ظاہر ہو اُس پر خوب شاباشی دو پیار کرو بلکہ اُس کو کچھ اِنعام دو تاکہ اُس کا دِل بڑھے۔ اَور جب اُس کی بری بات دیکھو تو تنہائی میں اُس کو سمجھاؤ کہ دیکھو بری بات ہے دیکھنے والے دِل میں کیا کہتے ہوں گے اَور جس جس کو معلوم ہوگا وہ کیا کہے گا۔ خبردار پھر آئندہ مت کرنا اچھے لڑکے ایسا نہیں کیا کرتے اَور اگر وہی کام پھر کرے تو مناسب سزا دو۔

☆ ماں کو چاہیے کہ بچہ کو باپ سے ڈراتی رہے۔

☆ بچہ کو کوئی کام چھپا کر مت کرنے دو۔ کھیل ہو یا کھانا یا اَور کوئی کام ہو، جو کام چھپا کر کرے گا سمجھ جاؤ کہ وہ اُس کو برا سمجھتا ہے سو اگر وہ برا ہے تو اُس کو چھڑاؤ اَور اگر اچھا ہے جیسے کھانا پینا تو اُس سے کہو کہ سب کے سامنے کھائے پیئے۔

☆ کوئی کام محنت کا اُس کے ذمّہ مقرر کرو جس سے صحت اَور ہمت رہے سُستی نہ آنے پائے مثلاً لڑکوں کے لیے ڈنڈ کرنا، ہلکی ورزش کرنا، ایک آدھ میل چلنا (یا دَوڑنا) اَور لڑکیوں کے لیے چکی یا چرخہ چلانا ضروری ہے۔

☆ چلنے میں تاکید کرو کہ بہت جلدی نہ چلے، نگاہ اُوپر اُٹھا کر نہ چلے۔

☆ اُس کو عاجزی اِنکساری اِختیار کرنے کی عادت ڈالو۔ زبان سے چال سے برتاؤ سے شیخی نہ بھگارنے پائے، یہاں تک کہ اپنے ہم عمر بچوں میں بیٹھ کر اپنے کپڑے یا مکان یا خاندان یا کتاب وقلم دوات تختی تک کی تعریف نہ کرنے پائے۔

☆ کبھی کبھی اُس کو دو چار پیسہ دے دیا کرو تاکہ اپنی مرضی کے موافق خرچ کیا کرے مگر اُس کو یہ عادت ڈالو کہ کوئی چیز تم سے چھپا کر نہ خریدے۔

☆ اُس کو کھانے کا طریقہ اَور محفل میں اُٹھنے بیٹھنے کا طریقہ سِکھلاؤ۔

اُمید ہے کہ اہل وعیال کو تعلیم وتربیت کے متعلق یہ مضمون کافی ہو جائے گا۔ (جاری ہے)

صدر مملکت کی خدمت میں کھلا خط !

﴿ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب ﴾

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم اما بعد!

۱۴؍ جون ۲۰۰۹ء میں چک نمبر۳ ؍ اِٹانوالی ضلع ننکانہ میں ایک دِل سوز سانحہ ہوا جس کی تفصیل یہ ہے کہ اِس گاؤں کے ایک زمیندار کا فالسہ کا باغ ہے، علاقہ کی عورتیں فالسہ کے باغ سے پھل توڑتی ہیں اَور اپنی مزدوری لیتی ہیں اِن عورتوں میں آسیہ نام کی ایک مسیحی خاتون بھی تھی جو اُس گاؤں کے ایک سابق فوجی عاشق مسیح کی اہلیہ ہے۔ عاشق مسیح کے گھر میں پہلے سے آسیہ کی بڑی بہن بھی موجود ہے۔ عاشق نے پہلے بڑی بہن سے شادی کی اُس سے جوان اَولاد ہے اُن میں سے بعض کی شادی بھی ہو چکی ہے، یہ اَب بھی زندہ ہے اَور عاشق مسیح کے عقد میں ہے۔ اِس دوران اُنہوں نے اپنی اہلیہ کی چھوٹی بہن آسیہ سے بھی شادی رچائی اَب دونوں بہنیں ایک شخص کے عقد میں ایک ساتھ رہ رہی ہیں۔

فالسہ کا پھل توڑنے والی عورتوں میں مسلمان عورتیں عافیہ اَور عاصمہ سگی بہنیں بھی شریک تھیں۔ آسیہ مسیحی عورت نے عافیہ و عاصمہ کے گلاس سے پانی پیا۔ اِن دونوں بہنوں نے اِس گلاس سے پانی پینے کی بجائے پیالی میں پانی پیا۔ اِس کا آسیہ نے بُرا منایا اَور پھر اُس نے رحمتِ دو عالم ﷺ کی ذاتِ گرامی سے متعلق دِلخراش، اِہانت آمیز کلمات کہے۔ سیّدہ خدیجۃ الکبرٰی رضی اللہ عنہا کی آنحضرت ﷺ سے شادی مبارک کے بارے میں بھی سخت اِہانت آمیز، تحقیرانہ اَنداز میں واہی تباہی بکی۔ گاؤں کی دونوں مسلمان عورتیں عافیہ و عاصمہ نے یہ سنا تو رونا شروع کر دیا۔ زمیندار جس کا باغ تھا اُس کے بیٹے محمد افضل کو اُنہوں نے یہ واقعہ سنایا۔ اُس نے خود آسیہ مسیحی عورت سے بھی پوچھا تو اُس ملعونہ نے اعتراف کیا کہ واقعی رحمتِ دو عالم ﷺ اَور سیّدہ خدیجۃ الکبرٰی رضی اللہ عنہا کو اُس نے گالیاں بکی ہیں۔ رفتہ رفتہ بات گاؤں میں پہنچی، گاؤں کے اِمام قاری سلیم صاحب نے گاؤں کے لوگوں کی موجودگی میں اُس ملعونہ سے پوچھا تو بھی اُس ملعونہ نے حضور

علیہ السلام کی اِہانت کا بَرملا اِعتراف کیا اَور ساتھ معافی چاہی۔ گاؤں کی پنچایت نے قرار دیا کہ یہ ملعونہ خود اِعترافِ جرم کرتی ہے اَور یہ جرم ایسا ہے جس کی کوئی مسلمان معافی نہیں دے سکتا لٰہذا اِس ملعونہ ملزمہ کو قانون کے سپرد کیا جائے۔

یہ پنچایت ۱۹؍جون ۲۰۰۹ء کو ہوئی۔ چنانچہ پنچایت کی تحقیقات کے بعد مقدمہ نمبر ۳۲۶/۰۹ زیرِ دفعہ سی ۲۹۵ تھانہ صدر ننکانہ میں درج ہوا۔ اِسی روز پولیس نے ملعونہ آسیہ کو گرفتار کرلیا۔ مقدمہ کی تفتیش ایس پی اِنویسٹی گیشن شیخوپورہ سیّد محمد اَمین بخاری نے کی۔ اُنہوں نے مدعی اَور ملزم دونوں پارٹیوں کا موقف سنا گواہوں کے بیانات قلمبند کیے اَور اپنی آزادانہ تحقیقات میں ملعونہ آسیہ کو گناہ گار قرار دے کر چالان مکمل کر کے عدالت کے سپرد کیا۔ جناب محمد نوید اِقبال اَیڈیشنل جج کی عدالت میں ڈیڑھ سال کیس چلتا رہا۔ اِستغاثہ کے گواہان پیش ہوئے، صفائی کے گواہ پیش ہوئے، مدعی و ملزمہ کے وکیل پیش ہوئے۔ سماعت مکمل ہونے کے بعد فاضل جج نے جرم ثابت ہونے پر ۸؍نومبر ۲۰۱۰ء کو اِسے سزائے موت اَور ایک لاکھ روپے جرمانہ کی سزا سنائی۔ اِس سزا کے خلاف مجرمہ آسیہ نے ہائیکورٹ میں اَپیل دائر کر دی۔

اِس دوران میں کلیسائے رُوم کے پوپ بینی ڈکٹ نے اَخبارات کے ذریعہ مطالبہ کیا کہ اِس ملعونہ کو رِہا کیا جائے، پہلے بھی اِٹلی اَور برطانیہ کے کلیسائے رُوم میں نصف درجن سے زائد ملعونین مجرمان کو محفوظ رہائش گاہیں اَور روزگار فراہم کیا گیا۔ اَفغانستان کا مرتد عبدالرحمٰن، مصر کی ملعونہ کمیلا شاہنا، بحرین کا ملعون یاسر اَلحبیب، کابُل کا صحافی احمد، سب کلیسائے رُوم کے تحت مختلف ممالک جیسے اِٹلی وغیرہ میں پناہ گزین ہیں۔

دُنیائے مسیحیت کے پوپ ہمیشہ اہم اِنٹرنیشنل لیول کے مسائل پر اِظہارِ خیال کرتے ہیں شخصی معاملات میں مداخلت اُن کے منصب کے خلاف سمجھی جاتی ہے۔ اِس بار اُنہوں نے اِس ملعونہ کے شخصی کیس میں مداخلت کی۔ نتیجہ میں پاکستان کے مختلف بشپ صاحبان بھی اِس ملعونہ کی رہائی کے لیے بیانات داغنے اَور اپیل کرنے لگے گویا مسلمانوں کے دَرپے آزار ہوئے۔

جناب صدر مملکت صاحب! پاکستان پیپلز پارٹی کے گزشتہ عہدِ اِقتدار میں بھی یہ واقعہ تاریخ کا حصہ ہے کہ ایک سزا یافتہ ملزم کو جیل سے راتوں رات رہا کر کے بیرونِ ملک بھجوا دیا گیا۔ چنانچہ اُس کے بعد پورے ملک میں غیر مسلموں کی طرف سے اِہانتِ رسول کے واقعات ہونے لگے۔ اِن ملعونوں نے حکومتِ پاکستان

اَور کلیسائے رُوم کے طرزِ عمل سے باور کرلیا کہ باہر کے ملکوں کے ویزا و نیشنیلٹی کے لیے آسان راستہ یہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کو گالیاں دو اَور ایف آئی آر کو بنیاد بنا کر باہر کا آسانی سے ویزا حاصل کرو۔

کلیسائے رُوم اَور مسیحی این جی اَوز سے کوئی پوچھے کہ چودہ سو سال سے پیغمبر علیہ السلام، قرآن مجید کے پیروکار، اُمتِ محمدیہ سیّدنا مسیح علیہ السلام کی صفائی کے وکیل کا کردار اَدا کر رہے ہیں۔ یہودیت کے بالمقابل چودہ سو سال سے اَور ڈیڑھ سو سال سے قادیانی چیف گرو مرزا غلام احمد قادیانی کے بالمقابل کہ یہ دونوں (یہودی و قادیانی) سیّدنا مسیح علیہ السلام کو گالیاں دیں، اِہانت کریں اَور مسلمان اِن کے مقابل میں سیّدنا مسیح علیہ السلام کی عزت و آبرو کی پاسبانی کریں۔ آج اِس کا کلیسائے رُوم اہلِ اِسلام کو یہ بدلہ چکا رہا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام، قرآن مجید، اُمتِ مسلمہ کا شکریہ اَدا کرنے کی بجائے پیغمبر اِسلام کو گالیاں دینے والوں کی حوصلہ اَفزائی کر رہا ہے اَور پیغمبر اِسلام کی عزت و ناموس کے قانون کو ختم کرنے کی مہم زوروں پر ہے۔ کوئی پوپ صاحب سے پوچھے کہ جناب! کیا مغربی ممالک میں سیّدنا مسیح علیہ السلام کی عزت کا قانون موجود نہیں؟ اگر ہے اَور یقیناً ہے تو وہ صحیح اَور پیغمبر اِسلام کی عزت کا قانون غلط؟ آخر یہ دوہرا معیار کیوں؟ اَور پھر طرفہ یہ کہ پاکستان میں تحفظ ناموسِ رسالت کا قانون تمام اَنبیائے صادقین کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لیے بنایا گیا ہے۔ بایں ہمہ اِس پر تنقید کرنا، سیخ پا ہونا اَور اِس کو ختم کرانے کے دَرپے ہونا اَور اِس کی تنسیخ کے لیے مہم جوئی کرنا، سخت اَفسوس ناک اَمر ہے۔

صدرِ مملکت پاکستان! جن حکومتوں نے پہلے اِہانتِ رسول کے مجرمان کو بیرونِ ملک بھجوایا اُن کا اَنجام دُنیا نے دیکھ لیا اَور اگر اَب کسی نے اِسی کردار کو دوہرایا تو اُن کا اَنجام دُنیا دیکھ لے گی، اِس لیے کہ

با خدا دیوانہ و با محمد ہشیار باش

جنابِ عزت مآب صدرِ مملکت! کیا کیا جائے اِس کا کہ اُدھر کلیسائے رُوم بولا، اُدھر امریکا نے نعرہ لگایا کہ ملعونہ آسیہ کے خاندان کے لیے اَمریکا ویزا دینے کو تیار ہے۔ جناب! کبھی نہ بھولیے وہی امریکا جس نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی مسلمان خاتون کو نمونہ عبرت بنایا ہوا ہے، وہی اَمریکا ایک مسیحی ملعونہ گستاخِ رسول آسیہ کو پناہ دینے کے لیے تیار ہے۔ آپ کے نمائندہ ہمارے پنجاب کے گورنر جناب سلمان تاثیر کو یہ توفیق تو نہ ہوئی کہ مسلم بیٹی عافیہ کی خبر گیری کرتے لیکن یہ صاحب بہادر ۲۰ نومبر ۲۰۱۰ء کو ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں

جاتے ہیں پریس کانفرنس کرتے ہیں ملعونہ آسیہ کو تھپکی دی جاتی ہے، اُس کی وکالت کا فریضہ گورنر پنجاب اَنجام دیتے ہیں تیار درخواست پر اُس کے دستخط گورنر صاحب کراتے ہیں اُس کی درخواست آنجناب (صدر مملکت) کی خدمت میں خود لے جانے کا اعلانِ عام ہوتا ہے اَور گورنر صاحب کا یہ اِرشاد ہوتا ہے کہ میں نے تحقیق کر لی ہے یہ وقوعہ غلط ہے۔ گویا پنچایت کا فیصلہ غلط، جناب سلمان تاثیر صاحب (سلمان رُشدی کی بات نہیں ہورہی گورنر پنجاب کا ذکر مبارک ہورہا ہے) بیرونی دُنیا کے سامنے پاکستان کا کیا نقشہ پیش کرتے ہیں کہ پاکستان کا پنچایتی نمبردارانہ نظام، پولیس، عدلیہ سب غلط ہیں۔ جناب تاثیر کی یہ پُر تاثیر پاکستان کی خدمت تاریخ کا حصہ بن گئی ہے۔ مدتوں اِسے گورنر بنانے کے آپ کے مبارک فیصلہ کو خراجِ تحسین پیش کیا جاتا رہے گا۔

صدر مملکت! آپ سے درخواست ہے کہ اگر فیصلہ غلط ہے تو ہائیکورٹ پھر سپریم کورٹ اَور پھر نظر ثانی کے تمام مراحل کو یکسر نظر اَنداز کر کے یہ کیا جارہا ہے کہ عدلیہ کو گورنری کے عہدہ کی طرح یوں بے توقیر نہ کیا جائے، یہ ملک کی خیر خواہی سے میل نہیں کھاتا۔ جان کی اَمان ملے تو عرض کرنا چاہوں گا کہ جب اِس پر ننکانہ صاحب میں ہڑتال ہوئی وکلا نے ہڑتال کی عدالتوں کا بائیکاٹ ہوا عوام سڑکوں پر آئے گویا جہاں یہ وقوعہ ہوا وہاں کے سوادِ اعظم نے گورنر پنجاب کے موقف کو یکسر مسترد کر دیا۔ پنجاب بار کونسل نے گورنر کے اِس اِقدام کو توہینِ عدالت قرار دیا۔ خود وزیر اعظم پاکستان نے اِس اِقدام کو خلافِ قانون تسلیم کیا۔ جب سب نے اِس موقف کے کذب پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی تو گورنر صاحب نے دُوسرا موقف اِختیار کیا کہ یہ ضیاء الحق کا قانون ہے، بھٹو صاحب کا قانون نہیں لہٰذا یہ کالا قانون ہے۔

صدر مملکت صاحب! غور فرمائیے یہ کیا فرمایا جارہا ہے؟ ضیاء الحق کی آڑ میں اَنبیائے صادقین علیہم السلام بالخصوص پیغمبر اِسلام ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے قانون کو کالا قانون کہا جارہا ہے۔

اِس قانون کو تبدیل کرنے کے لیے شہباز بھٹی اعلان کر چکے ہیں۔ این جی اَوز، عاصمہ جہانگیر، رانجھا صاحب پتہ نہیں کون کون میدان میں اُترے کہ قانون کو ختم کیا جائے۔ اِن کا جواب ریٹائرڈ جسٹس وجیہہ الدین نے یہ دیا کہ پورے یورپ میں توہینِ رسالت کے قوانین موجود ہیں وہاں کیوں احتجاج نہیں ہوتا؟ اَور راجہ ظفر الحق صاحب نے کہا کہ یہ قانون رہنے دیا جائے۔ اِس کی موجودگی کا ملزم کو ہی فائدہ ہوتا ہے ورنہ جہاں وقوعہ ہوا وہاں ردِّ عمل کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

لیکن اِن معقول جوابات کے باوجود قانون تحفظِ ناموسِ رسالت ختم کرانے والوں کے جذبات میں جوار بھاٹے کا اَبھی تک جوبن موجود ہے۔ محترمہ شیریں رحمان نے قومی اسمبلی میں بل جمع کرایا ہے کہ اِس قانون کو ختم یا تبدیل کر دیا جائے۔ کسی وقت اِس قانون کو ختم کرنے کی سازش پروان چڑھ سکتی ہے اَور وہ دلیل یہ لا رہے ہیں کہ یہ قانون غلط استعمال ہوتا ہے۔

محترم صدر مملکت! آپ سے بہتر کون جانتا ہوگا کہ اَور کون سے قانون ہیں جو غلط استعمال نہیں ہوتے۔ پھر اُن کو ختم کرانے کے لیے ہلہ گلہ کیوں نہیں ہو رہا؟ مانا کہ بعض بدنصیبوں نے اِسے غلط استعمال کیا ہوگا۔ کیا پولیس کی معاونت کے بغیر غلط درج ہو سکتا ہے؟ نہیں! تو پھر پولیس کی سزا کی بات کیوں نہیں ہوتی قانون کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے؟ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ مدعی و پولیس آنکھیں بند کر کے غلط کیس درج کراتے ہیں تو جناب آپ عدالتوں کے بارے میں کیا اِرشاد فرمائیں گے؟ آخر وہاں جا کر ملزم کی بے گناہی ثابت ہو جائے گی تو غلط کیس درج کرانے والوں کے بارہ میں دفعہ ۸۲ سے کام نہیں لیا جا سکتا۔ پورے سسٹم کی موجودگی کے باوجود عدالتی فیصلے کو یوں سبوتاژ کرنا کہ اَپیلوں کے فیصلوں سے قبل اُس کو رہا کرنا، اِس کے تصور سے بھی جسم پر کپکپی طاری ہوتی ہے۔

محترم جناب زرداری صاحب! آپ ذرا تصور فرمائیں خدا کرے کہ آپ کے عہدِ حکومت میں محترمہ بے نظیر کے قتلِ ناحق کے ملزم سزایاب ہو جائیں۔ اُن کی اپیل آپ کے پاس آ جائے، کیا عدالتوں کے فیصلوں کے باوجود آپ ملزموں کی سزا معاف کر دیں گے؟

یقیناً اِس کا جواب نفی میں ہے تو پھر توجہ فرمائیں کہ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ سے کہیں زیادہ رحمتِ دوعالم ﷺ کی ذاتِ اَقدس کا ایک مسلمان حکمران پر حق ہے۔ آپ اِس سے چشم پوشی نہ کریں ورنہ یہ تو حقیقت ہے کہ دُنیا چند روزہ ہے ایک اَور عدالت بھی ہے اُس عدالت کے فیصلہ کو بائی پاس نہ کیا جا سکے گا۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

موت العالم موت العالم

دارُالعلوم دیو بند کے مہتمم حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب صدیقی رحمۃ اللہ علیہ یکم محرم الحرام کو طویل علالت کے بعد تقریباً سو برس کی عمر پا کر اپنے آبائی وطن بجنور میں وفات پاگئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ . آپ کے جسدِ خاکی کو اُسی روز دیو بند لایا گیا، رات نو بجے نماز جنازہ کے بعد تدفین عمل میں لائی گئی۔

مولانا اِنتہائی درویش صفت اَور داناء و بینا اِنسان تھے اپنی زندگی کے آخری تیس برس آپ دارُالعلوم دیو بند کے منصبِ اہتمام پر متمکن رہے، آپ کی اعلیٰ اِنتظامی صلاحیتوں کی بناء پر آپ کے دَور میں دارُالعلوم نے بہت ترقی کی۔ آپ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ العزیز کے شاگرد اَور مرید تھے، آپ دارالعلوم سے ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۲ء میں فارغ ہوئے اَور ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۲ء میں دارُالعلوم کی مجلس شورٰی کے ممبر منتخب ہوئے اَور ۱۹۸۲ء میں دارُالعلوم کے منصبِ اہتمام پر مسند نشین ہونے کے بعد تا حیات اِس پر فائض رہے۔

آپ ہندوستان کی چند غیر متنازع شخصیتوں میں سے ایک تھے فی زمانہ آپ کا وجود بسا غنیمت تھا ہندوستان میں آپ کی رِحلت سے بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے اِس خلا کو پُر فرمائے اَور حضرتؒ کی خدمات کو شرفِ قبولیت سے نواز کر اپنی بارگاہ میں اعلیٰ درجات عطا فرمائے نیز آپکے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ہو، آمین۔

اہل اِدارہ اُن کے غم میں برابر کے شریک ہیں اَور اُن کی خدمت میں تعزیتِ مسنونہ پیش کرتے ہیں۔

رحمۃ للعالمین ﷺ کے لیے تعددِ اَزواج کی حِکمت

﴿ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ بلند شہری ﴾

حضورِ اَقدس ﷺ کی ذات والاصفات سراپا رحمت و برکت ہے۔ تبلیغ احکام، تزکیۂ نفوس اَور ابلاغِ قرآن آپ کا سب سے بڑا مقصدِ بعثت تھا۔ آپ ﷺ نے اِسلام کی تعلیمات کو قولاً و عملاً دُنیا میں پھیلایا یعنی آپ ﷺ بتاتے بھی تھے اَور کر کے بھی دِکھاتے تھے۔ اِنسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں نبی اَکرم ﷺ کی رہبری کی ضرورت نہ ہو۔ نماز باجماعت سے لے کر بیویوں کے تعلقات، آل واَولاد کی پرورش اَور پاخانہ پیشاب اَور طہارت تک کے بارے میں آپ ﷺ کی قولی اَور فعلی ہدایات سے کتب حدیث بھر پور ہیں۔ اَندرونِ خانہ کیا کیا کام کیا، بیویوں سے کیسے میل جول رکھا اَور گھر میں آکر مسائل پوچھنے والی خواتین کو کیا کیا جواب دیا۔ اِس طرح کے سینکڑوں مسائل ہیں جن سے اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ذریعے ہی اُمت کو رہنمائی ملی ہے۔

تعلیم و تبلیغ کی دینی ضرورت کے پیش نظر حضورِ اَقدس ﷺ کے لیے کثرتِ اَزواج ایک ضروری اَمر تھا۔ صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے احکام و مسائل، اَخلاق و آداب اَور سیرت نبوی ﷺ سے متعلق دو ہزار دو سو دس روایات مروی ہیں جو کتبِ حدیث میں پائی جاتی ہیں۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی مرویات کی تعداد تین سو اَٹھہتر تک پہنچی ہوئی ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اعلام الموقعین ج:ا ص:۹ میں لکھا ہے کہ اگر حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے فتاویٰ جمع کیے جائیں جو اُنہوں نے حضورِ اَقدس ﷺ کی وفات کے بعد دیے ہیں تو ایک رسالہ مرتب ہو سکتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا روایت و درایت اَور فقہ و فتاوی میں جو مرتبہ ہے وہ محتاجِ بیان نہیں اِن کے شاگردوں کی تعداد دو سو کے لگ بھگ ہے۔ حضورِ اَقدس ﷺ کی وفات کے بعد مسلسل اَڑتالیس سال تک علمِ دین پھیلایا۔ بطورِ مثال دو مقدس بیویوں کا مجمل حال لکھ دیا ہے۔ دیگر اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی روایات بھی مجموعی حیثیت سے کافی تعداد میں موجود ہیں۔ ظاہر ہے کہ اِس تعلیم و تبلیغ کا نفع صرف اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے پہنچا۔

اِسلام کے بلند مقاصد اَور پورے عالَم کی اِنفرادی و اِجتماعی خانگی اَور ملکی اِصلاحات کی فکر کو دُنیا کے شہوت پرست اِنسان کیا جانیں، وہ تو سب کو اپنے اُوپر قیاس کر سکتے ہیں۔ اِسی کے نتیجے میں کئی صدی سے یورپ کے ملحدین اَور مستشرقین نے اپنی ہٹ دھرمی سے فخرِ عالم ﷺ کے تعددِ اَزواج کو ایک خالص جنسی اَور نفسانی خواہش کی پیداوار قرار دے رکھا ہے۔ اگر حضورِ اَقدس ﷺ کی سیرت پر ایک سرسری نظر بھی ڈالی جائے تو ایک ہوشمند منصف مزاج کبھی بھی آپ ﷺ کی کثرتِ اَزواج کو اِس پر محمول نہیں کر سکتا۔

آپ کی معصوم زندگی قریشِ مکہ کے سامنے اِس طرح گزری کہ سب سے پہلے پچیس سال کی عمر میں ایک سن رسیدہ صاحبِ اَولاد بیوہ (جس کے دو شوہر فوت ہو چکے تھے) سے عقد کیا اَور پچیس سال اُن ہی کے ساتھ گزارہ کیا وہ بھی اِس طرح کہ مہینہ مہینہ گھر چھوڑ کر غارِ حرا میں مشغولِ عبادت رہتے تھے۔ اِس کے بعد جو دُوسرے نکاح ہوئے پچاس سالہ عمر شریف گزر جانے کے بعد ہوئے۔ یہ پچاس سالہ زندگی اَور عُنفوانِ شباب کا سارا وقت اہلِ مکہ کی نظروں کے سامنے تھا۔ کبھی کسی دُشمن کو بھی آنحضرت ﷺ کی طرف کوئی ایسی چیز منسوب کرنے کا موقع نہیں ملا جو تقوٰی و طہارت کو مشکوک کر سکے۔ آپ ﷺ کے دُشمنوں نے آپ پر ساحر، شاعر، مجنوں، کذاب، مفتری جیسے اِلزامات تراشنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی لیکن آپ کی معصوم زندگی پر کوئی ایسا حرف کہنے کی جرأت نہیں ہوئی جس کا تعلق جنسی اَور نفسانی جذبات کی بے راہ روی سے ہو۔

اِن حالات میں کیا یہ بات غور طلب نہیں ہے کہ چڑھتی جوانی سے لے کر پچاس سال کی عمر ہو جانے تک اِس زُہد و تقوٰی اَور لذائذِ دُنیا سے یکسوئی میں گزارنے کے بعد وہ کیا داعیہ تھا جس نے آخر عمر میں آپ ﷺ کو متعدد نکاحوں پر مجبور کیا؟ اگر دِل میں ذرا سا بھی اِنصاف ہو تو اِن متعدد نکاحوں کی وجہ اِس کے سوا نہیں بتلائی جا سکتی جس کا اُوپر ذکر کیا گیا ہے اَور اِس کثرتِ اَزواج کی حقیقت بھی سن لیجئے کہ کس طرح وجود میں آئی۔

پچیس سال کی عمر سے لے کر پچاس سال کی عمر شریف ہونے تک تنہا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی زوجہ رہیں۔ اِن کی وفات کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اَور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا لیکن صغر سنی کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے والد کے گھر ہی رہیں پھر چند سال کے بعد ۲ھ میں مدینہ منورہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رُخصتی عمل میں آئی اُس وقت آپ ﷺ کی عمر ۵۴ سال

ہو چکی تھی اَور دو بیویاں اِس عمر میں آ کر جمع ہوئی ہیں یہاں سے تعددِ اَزواج کا معاملہ شروع ہوا۔ اِس کے ایک سال بعد حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا پھر کچھ ماہ بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا۔ اِنہوں نے اَٹھارہ ماہ آپ کے نکاح میں رہ کر وفات پائی، ایک قول کے مطابق تین ماہ آپ کے نکاح میں زندہ رہیں۔ پھر ۴ھ میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا اُس وقت آپ ﷺ کی عمر شریف اَٹھاون سال ہو چکی تھی اَور اِتنی بڑی عمر میں آ کر چار بیویاں جمع ہوئیں۔ اِن کے بعد ۶ھ میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے اَور ۷ھ میں حضرت اُمِ حبیبہ، حضرت صفیہ اَور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہن سے نکاح ہوا۔

خلاصہ یہ کہ ۵۴ برس کی عمر تک آپ نے صرف ایک بیوی کے ساتھ گزارہ کیا یعنی پچیس سال حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اَور چار پانچ سال حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ گزارے۔ پھر اَٹھاون سال کی عمر میں چار بیویاں جمع ہوئیں اَور باقی اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن دو تین سال کے اَندر حرمِ نبوت میں آئیں اَور ۱۰ھ میں آپ نے وفات پائی۔

اَور یہ بات خاص طور سے قابلِ ذکر ہے کہ اِن سب بیویوں میں صرف ایک ہی عورت ایسی تھیں جن سے کنوارے پن میں نکاح ہوا یعنی اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، اِن کے علاوہ باقی سب اَزواجِ مطہرات؇ بیوہ تھیں جن میں بعض کے دو شوہر پہلے گزر چکے تھے اَور یہ تعداد بھی آخر عمر میں آ کر جمع ہوئی۔

حضراتِ صحابہ؇ مرد اَور عورت سب آپ پر جاں نثار تھے۔ اگر آپ چاہتے تو سب بیویاں کنواری جمع کر لیتے بلکہ ایک ایک دو دو مہینے کے بعد بدلنے کا بھی موقع تھا لیکن آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا۔

یہ اَمر بھی قابلِ ذکر ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے برحق نبی تھے، نبی صاحب ہَوا و ہوس نہیں ہوتا جو کچھ کرتا ہے اِذنِ الٰہی سے کرتا ہے۔ نبی ماننے کے بعد ہر اعتراض ختم ہو جاتا ہے اَور اگر کوئی شخص آپ کو نبی ہی نہ مانے اَور یہ اِلزام لگائے کہ آپ نے محض شہوتِ نفسانی کے لیے کثرتِ اَزواج کو جائز رکھا تو اُس شخص سے کہا جائے گا کہ اگر ایسا ہوتا تو آپ اپنے حق میں کثرتِ اَزواج کے معاملہ میں اِس پابندی کا اعلان کیوں فرماتے جس کا ذکر قرآن کریم کی آیت لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ میں موجود ہے۔ اپنے حق میں اِس پابندی کا اعلان اِس بات کی کھلی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے جو کچھ کیا اپنے رب کے اِذن سے کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ فلاں لڑکی بہت خوبصورت ہے آپ کے چچا حمزہ کی لڑکی ہے

اُس سے نکاح فرمالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا حمزہ میرے رضاعی بھائی ہیں اِن کی لڑکی سے میرا نکاح حلال نہیں۔ اِسی طرح بعض اَزواج نے اپنی بہن سے نکاح کرنے کی گزارش کی آپ نے نامنظور فرمادی۔ ظاہر ہے کہ جس کو شہوت رانی سے مطلب ہو وہ قاعدہ قانون اَور حرام وحلال کی پرواہ نہیں کرتا خصوصاً جبکہ جو کچھ اُس کی زبان سے نکل جاتا ہو اُس کے معتقدین کے نزدیک وہی قانون بن جاتا ہو۔

تعددِ اَزواج کی وجہ سے تعلیمی اَور تبلیغی فوائد جو اُمت کو حاصل ہوئے اَور جو اَحکام اُمت تک پہنچے اُس کی جزئیات اِس قدر کثیر تعداد میں ہیں کہ اُن کا احصاء دُشوار ہے، کتبِ اَحادیث اِس پر شاہد ہیں! اَلبتہ بعض دیگر فوائد کی طرف یہاں ہم اِشارہ کرتے ہیں۔

☆ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ نے اُن سے نکاح کرلیا تھا۔ وہ اپنے سابق شوہر کے بچوں کے ساتھ آپ کے گھر تشریف لائیں۔ اُن کے بچوں کی آپ نے پرورش کی اَور اپنے عمل سے بتادیا کہ کس پیار ومحبت سے سوتیلی اَولاد کی پرورش کرنی چاہیے۔ آپ ﷺ کی بیویوں میں صرف یہی ایک بیوی ہیں جو بچوں کے ساتھ آئیں۔ اگر کوئی بھی بیوی اِس طرح کی نہ ہوتی تو عملی طور پر سوتیلی اَولاد کی پرورش کا خانہ خالی رہ جاتا اَور اُمت کو اِس سلسلے میں کوئی ہدایت نہ ملتی۔ اِن کے بیٹے عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی گود میں پرورش پاتا تھا، ایک بار آپ ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے پیالہ میں ہر جگہ ہاتھ ڈالتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا سَمِّ اللّٰہَ وَ کُلْ بِیَمِیْنِکَ وَ کُلْ مِمَّا یَلِیْکَ (اللہ کا نام لے کر کھا، داہنے ہاتھ سے کھا اَور سامنے سے کھا)۔ (بخاری)

☆ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا ایک جہاد میں قید ہوکر آئی تھیں۔ دُوسرے قیدیوں کی طرح یہ بھی تقسیم میں آگئیں اَور ثابت بن قیس یا اُن کے چچازاد بھائی کے حصہ میں اِن کو لگادیا گیا لیکن اُنہوں نے اپنے آقا سے اِس طرح معاملہ کرلیا کہ اِتنا اِتنا مال تم کو دے دُوں گی مجھے آزاد کردو، یہ معاملہ کرکے حضور ﷺ کے پاس آئیں اَور مالی اِمداد چاہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اِس سے بہتر بات نہ بتادوں؟ وہ یہ کہ میں تمہاری طرف سے مال اَدا کردُوں اَور تم سے نکاح کرلوں، اُنہوں نے بخوشی منظور کرلیا۔ تب آپ ﷺ نے اِن کی طرف سے مال اَدا کرکے نکاح فرمالیا۔ اِن کی قوم کے سینکڑوں اَفراد حضرات صحابہؓ کی ملکیت میں آچکے تھے کیونکہ وہ سب لوگ قیدی ہوکر آئے تھے۔ جب صحابہؓ کو پتہ چلا کہ جویریہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے نکاح

میں آ گئی ہیں تو آنحضرت ﷺ کے احترام کے پیش ِنظر سب نے اپنے اپنے غلام باندی آزاد کردیے۔ سبحان اللہ! حضرات صحابہ کرامؓ کے اَدب کی کیا شان تھی۔ اِس جذبہ کے پیش ِنظر کہ یہ لوگ سرکارِ دو عالم ﷺ کے سسرال والے ہوگئے اِن کو غلام بنا کر کیسے رکھیں، سب کو آزاد کردیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اِس واقعہ کے متعلق فرماتی ہیں :

فَلَقَدْ اُعْتِقَ بِتَزْوِیْجِہٖ اِیَّاھَا مِأَۃُ اَھْلِ بَیْتٍ مِّنْ بَنِی الْمُصْطَلِقِ فَمَا اَعْلَمُ امْرَأَۃً اَعْظَمَ بَرَکَۃً عَلٰی قَوْمِھَا مِنْھَا.

آنحضرت ﷺ کے جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لینے سے بنوالمصطلق کے سو (۱۰۰) گھرانے آزاد ہوئے، میں نے کوئی عورت ایسی نہیں دیکھی جو جویریہؓ سے بڑھ کر اپنی قوم کے لیے بڑی برکت والی ثابت ہوئی ہو۔

☆ حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کے ساتھ اِبتداء اِسلام ہی میں مکہ میں اِسلام قبول کیا تھا اَور پھر دونوں میاں بیوی ہجرت کر کے قافلے کے دُوسرے اَشخاص کے ساتھ حبشہ چلے گئے وہاں اِن کا شوہر نصرانی ہوگیا اَور چند دِن کے بعد مرگیا۔ آنحضرت ﷺ نے شاہِ حبشہ نجاشی کے واسطہ سے اِن کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا جسے اِنہوں نے قبول کرلیا اَور وہیں حبشہ میں نجاشی ہی نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ اِن کا نکاح کردیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت اَبوسفیان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں اَور حضرت ابوسفیان اُس وقت اُس گروہ کے سرخیل تھے جس نے اِسلام دُشمنی کو اپنا سب سے بڑا مقصد قرار دیا تھا اَور وہ مسلمانوں کو اَور پیغمبر خدا ﷺ کو اَذیت دینے اَور اُنہیں فنا کے گھاٹ اُتار دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ جب اِن کو اِس نکاح کی اِطلاع ہوئی تو بلا اِختیار اِن کی زبان سے یہ اِلفاظ نکلے **ھُوَ الْفَحْلُ لَا یُجْدَعُ اَنْفُہٗ** مطلب یہ کہ وہ بلند ناک والے معزز ہیں اُن کو ذلیل کرنا آسان نہیں۔ اِدھر تو ہم اِن کو ذلیل کرنے کی تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں اَور اُدھر ہماری لڑکی اِن کے نکاح میں چلی گئی۔ غرض اِس نکاح سے کفر کے ایک قائد کے حوصلے پست ہوگئے اَور اِس نکاح کی وجہ سے جو سیاسی فائدہ اِسلام اَور مسلمانوں کو پہنچا اُس کی اہمیت اَور ضرورت سے اِنکار نہیں کیا جاسکتا اَور یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ خدا کے مدّبر اَور حکیم رسول ﷺ نے اِس فائدہ کو ضرور پیش ِنظر رکھا ہوگا۔ (باقی صفحہ ۶۰)

قسط : ۱

حضرت اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہما

﴿ حضرت مولانا شاہ معین الدین صاحب ندوی ؒ ﴾

نام و نسب :

حسن نام، اَبومحمد کنیت، سیّد (اِبْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ) اَور رَیْحَانَةُ النَّبِیِّ (رَیْحَانَتِیْ فِی الْجَنَّةِ) خطاب، شبیہِ رسول لقب، دادھالی شجرۂ طیبہ یہ ہے :

" اَبُوْ مُحَمَّدٍ حَسَنُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قُرَشِیِّ مُطَّلِبِی .

آپ کی والدہ ماجدہ سیّدہ بتول فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا جگر گوشۂ رسول تھیں اَور آپ کے پدر بزرگوار جناب اَمیر علی مرتضٰی ابن عمِ رسول تھے، اِس لحاظ سے آپ کی ذاتِ گرامی دوہرے شرف کی حامل تھی۔

پیدائش :

سن ہجری کے تیسرے سال رمضان المبارک کے مہینہ میں معدنِ نبوت کا یہ گوہر شب چراغ اِستغناء وبے نیازی کی اَقلیم کا تاجدار، صلح ومسالمت کی پر سکون مملکت کا شہنشاہ، عرشِ خلافت کا مسند نشیں، دوشِ نبوت کا سوار، فتنہ وفسادات کا بیخ کن، سردارِ دو عالم کی بشارت کا پورا کرنے والا، اُمتِ مسلّمہ کا محسن اعظم، نورافزائے عالم وجود ہوا۔

آنحضرت ﷺ کو وِلادت باسعادت کی خبر ہوئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اَور فرمایا میرے بچے کو دِکھانا، کیا نام رکھا گیا؟ عرض کیا گیا ''حرب'' فرمایا نہیں، اِس کا نام ''حسن'' ہے، پیدائش کے ساتویں دِن عقیقہ کیا اَور دو مینڈھوں کی قربانی کر کے سر کے بال اُتروائے اَور اُن کے ہم وزن چاندی خیرات کی۔

عہدِ نبوی ﷺ :

آنحضرت ﷺ کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو غیر معمولی محبت تھی وہ کم خوش قسمتوں کے حصہ میں آئی ہوگی۔ آپ نے بڑے ناز و نعم سے اِن کی پرورش فرمائی، کبھی آغوشِ شفقت میں لیے ہوئے نکلتے، کبھی دوشِ مبارک پر سوار کیے ہوئے برآمد ہوتے، اِن کی اَدنی اَدنی تکلیف پر بے قرار ہو جاتے، بغیر حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھے ہوئے نہ رہا جاتا تھا۔ اِن کو دیکھنے کے لیے روزانہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اَور حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی آپ سے بے حد مانوس ہو گئے تھے، کبھی نماز کی حالت میں پشتِ مبارک پر چڑھ کے بیٹھ جاتے، کبھی رُکوع میں ٹانگوں کے کے درمیان گھس جاتے، کبھی ریش مبارک سے کھیلتے، غرض طرح طرح کی شوخیاں کرتے، جاں نثار نانا نہایت پیار اَور محبت سے اِن طفلانہ شوخیوں کو برداشت کرتے اَور کبھی تادیباً بھی نہ جھڑکتے بلکہ ہنس دیا کرتے تھے، اَبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ آٹھ ہی سال کے تھے کہ یہ بابرکت سایہ سر سے اُٹھ گیا۔

عہدِ صدیقیؓ :

اِس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسند نشینِ خلافت ہوئے۔ آپ بھی ذاتِ نبوی ﷺ کے تعلق کی وجہ سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ بڑی محبت فرماتے تھے، ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز پڑھ کر نکلے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ راستہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھیل رہے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُٹھا کر کندھے پر بٹھالیا اَور فرمانے لگے قسم ہے یہ نبی کے مشابہ ہے علی کے مشابہ نہیں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر ہنسنے لگے۔ (بخاری شریف کتاب المناقب الحسنؓ والحسینؓ)

عہدِ فاروقیؓ :

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے زمانہ میں دونوں بھائیوں کے ساتھ ایسا ہی محبت آمیز برتاؤ رکھا چنانچہ جب آپ نے کبار صحابہؓ کے وظائف مقرر کیے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ اِس صف میں نہ آتے تھے لیکن آپ کا بھی پانچ ہزار ماہانہ وظیفہ مقرر فرمایا۔ (فتوح البلدان بلاذری ذکر عطاء عمر بن الخطابؓ)

عہدِ عثمانی رضی اللہ عنہ :

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے زمانہ میں ایسا ہی شفقت آمیز طرزِ عمل رکھا۔ صدیقی اَور فاروقی دَور میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنی کم سنی کے باعث کسی کام میں حصہ نہ لے سکتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں پورے جوان ہو چکے تھے چنانچہ اِسی زمانہ سے آپ کی عملی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ اِس سلسلہ میں سب سے اَوّل طبرستان کی فوج کشی میں مجاہدانہ شریک ہوئے ، یہ فوج کشی سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں ہوئی تھی۔ (ابن اَثیر ج ۳ ص ۸۴ طبع یورپ)

اِس کے بعد جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف فتنہ اُٹھا اَور باغیوں نے قصرِ خلافت کا محاصرہ کر لیا تو حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے والد بزرگوار کو یہ مفید مشورہ دیا کہ آپ محاصرہ اُٹھنے تک کے لیے مدینہ سے باہر چلے جائیے کیونکہ اگر آپ کی موجودگی میں عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے تو لوگ آپ کو مطعون کریں گے اَور اُن کی شہادت کا ذمّہ دار ٹھہرائیں گے لیکن باغی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نقل وحرکت کی برابر نگرانی کر رہے تھے اِس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ اِس مفید مشورہ پر عمل پیرا نہ ہو سکے۔ (ابن اَثیر ج ۳ ص ۱۸۱)

اَلبتہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے لیے بھیج دیا چنانچہ اُنہوں نے اَور اُن کے دُوسرے ساتھیوں نے اِس خطرہ کی حالت میں نہایت شجاعت و بہادری کے ساتھ حملہ آوروں کی مدافعت کی اَور باغیوں کو اَندر گھسنے سے روکے رکھا۔ اِس مدافعت میں خود بھی بہت زخمی ہوئے سارا بدن خون سے رنگین ہو گیا لیکن حفاظت کی یہ تمام تدبیریں ناکام ثابت ہوئیں اَور باغی چھت پر چڑھ کر اَندر گھس گئے اَور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہادت کی خبر ہوئی تو آپ نے جوشِ غضب میں حسن رضی اللہ عنہ کو طمانچہ مارا کہ تم نے کیسی حفاظت کی کہ باغیوں نے اَندر گھس کر عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۵۹)

بیعتِ خلافت کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشورہ :

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب مسندِ خلافت خالی ہو گئی اَور مسلمانوں کی نگاہِ انتخاب حضرت علی رضی اللہ عنہ پر پڑی اَور اُنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہی تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے غایت اَور عاقبت اَندیشی سے والد بزرگوار کو یہ مشورہ دیا کہ جب تک تمام ممالکِ اِسلامیہ کے

لوگ آپ سے خلافت کی درخواست نہ کریں اُس وقت تک آپ اِسے قبول نہ مائیے لیکن حضرت علیؓ نے فرمایا کہ خلیفہ کا اِنتخاب صرف مہاجرین و اَنصار کا حق ہے۔ جب وہ کسی کو خلیفہ تسلیم کر لیں تو پھر تمام ممالکِ اِسلامیہ پر اِس کی اطاعت واجب ہوجاتی ہے، بیعت کے لیے تمام دُنیا کے مسلمانوں کے مشورہ کی شرط نہیں ہے اَور خلافت قبول کر لی۔ (اَخبار الطّوال ص ۱۵۵)۔ (جاری ہے)

وفیات

☆ جامعہ مدنیہ کے مدرس حضرت مولانا نعیم الدین صاحب کا نومولود نواسہ وفات پا گیا، اللہ تعالیٰ اُس کو والدین کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے اَور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

☆ جامعہ مدنیہ کے پرانے پڑوسی جناب محمد اَحمد صاحب اَیڈووکیٹ گذشتہ ماہ وفات پا گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے۔ جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومین کے لیے اَیصالِ ثواب کرایا گیا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

ماہنامہ اَنوار مدینہ لاہور میں اِشتہار دیکر آپ اَپنے کاروبار کی تشہیر
اَور دینی اِدارہ کا تعاون ایک ساتھ کر سکتے ہیں!

نرخ نامہ

بیرون ٹائٹل مکمل صفحہ	2000		اَندرون رسالہ مکمل صفحہ	1000
اَندرون ٹائٹل مکمل صفحہ	1500		اَندرون رسالہ نصف صفحہ	500

اِسلام کی اِنسانیت نوازی

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، اِنڈیا ﴾

غیر مسلموں کے ساتھ معاملات :

اِسلام کے مخالفین یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ اِسلام میں دُوسرے مذہب والوں کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ حالانکہ یہ بات محض اِلزام ہے، حقیقت کا اِس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اَصل واقعہ یہ ہے کہ اِسلام کی نظر میں تمام دُنیا کے غیر مسلم دو طبقوں میں منقسم ہیں :

(۱) اَوّل وہ لوگ جو مسلمانوں سے بغض وعداوت رکھتے ہیں اَور دین پر عمل کرنے میں رُکاوٹ ڈالتے ہیں اَور مسلمانوں کی اَذیت رسانی میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھتے تو ایسے دُشمنوں کے ساتھ دوستی کرنے کی اِسلام واقعی اِجازت نہیں دیتا اِس لیے کہ اِن سے دوستی رکھنے میں قومی و مِلّی نقصانات کا اَندیشہ ہے۔

(۲) دُوسرے وہ غیر مسلم ہیں جن کا مسلمانوں سے کوئی نزاع نہیں ہے، نہ وہ دین کے درمیان حائل ہوتے ہیں اَور نہ مسلمانوں کو اِن سے کوئی خطرہ ہے۔ تو ایسے غیر مسلموں کے ساتھ اِنسانی ناطہ سے حسن سلوک کرنا اِسلام کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہے۔ خود قرآنِ کریم نے اِن دونوں طبقات اَور اُن کے متعلق معاملات کی وضاحت اِس طرح فرمائی ہے، اِرشادِ خداوندی ہے :

لَایَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ وَتُقْسِطُوْآ اِلَیْھِمْ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ o اِنَّمَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ قَاتَلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَاَخْرَجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ وَظَاھَرُوْا عَلٰٓی اِخْرَاجِکُمْ اَنْ تَوَلَّوْھُمْ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ. (سُورۃ الممتحنۃ ۸-۹)

''اللہ تعالیٰ تم کو اُن لوگوں کے ساتھ احسان اَور اِنصاف کا برتاؤ کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے اَور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، اللہ تعالیٰ

اِنصاف کا برتاؤ کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں۔صرف اُن لوگوں کے ساتھ دوستی کرنے سے اللہ تعالیٰ تم کو منع کرتا ہے جو تم سے دین کے بارے میں لڑتے ہوں اَور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ہو اَور تمہارے نکالنے میں مدد کی ہو،اَور جو شخص ایسوں سے دوستی کرے گا سو وہ لوگ گناہ گار ہوں گے۔''

قرآنِ کریم کی جن آیتوں میں کفار کو قتل کرنے کے اَحکامات دیے گئے ہیں اُن کا تعلق اِن ہی کفار سے ہے جو اِسلام اَور مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہیں، یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جو کافر جہاں ملے تہِ تیغ کر دیا جائے چنانچہ جو غیر مسلم اِسلامی حکومت کی بالا دستی قبول کر لیں اُن کے جان و مال کے تحفظ کی ذمّہ داری اِسلامی حکومت پر اِسی طرح لازم ہوتی ہے جیسے ایک مسلمان کے تحفظ کی ذمّہ داری ہوتی ہے،اور جس طرح اِسلامی حکومت میں کسی مسلمان کو اَذیت دینا اَور جانی و مالی نقصان پہنچانا منع ہے بالکل اِسی طرح اِسلامی مملکت میں رہنے والے غیر مسلم کی حق تلفی بھی قطعاً منع ہے۔کسی غیر مسلم شہری کو ستانے پر آنحضرت ﷺ نے سخت ترین وَعید اِرشاد فرمائی ہے۔آپ ﷺ کا اعلان ہے :

مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يُرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاِنَّ رِيْحَهَا تُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا . (رواه البخاری بحواله مشكوٰة ۲۹۹)

''جو شخص کسی ذمی (اِسلامی حکومت میں اَمن لے کر رہنے والے غیر مسلم شہری) کو قتل کر دے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ پائے گا اگرچہ جنت کی خوشبو ۴۰ رسال کی مسافت سے آنے لگتی ہے۔''

اِس لیے غیر مسلموں کی مطلق دُشمنی کے متعلق مغربی ذرائع اَبلاغ کا شور شرابہ محض جھوٹ اَور شرارت پر مبنی ہے۔اِسلام خود بھی اَمن چاہتا ہے اَور سارے عالم کو بھی گہوارۂ اَمن بنانے کی کوشش کرتا ہے۔

(جاری ہے)

ماہِ صفر کے اَحکام اَور جاہلانہ خیالات

﴿ جناب مولانا مفتی محمد رضوان صاحب، راولپنڈی ﴾

ماہِ صفر کا ''صفر'' نام رکھنے کی وجہ :

ماہِ صفر کو ''صفر'' کہنے کی ایک وجہ یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ صفر کے معنٰی لُغت میں خالی ہونے کے آتے ہیں اَور اِس مہینہ میں عرب کے لوگوں کے گھر عموماً خالی رہتے تھے کیونکہ چار مہینوں (ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اَور رجب) میں مذہبی طور پر اُن کو جنگ اَور لڑائی نہ کرنے اَور مذہبی عبادت اَنجام دینے کا بطورِ خاص پابند کیا گیا تھا اَور محرم کا مہینہ گزرتے ہی اِس جنگجو قوم کے لیے مسلسل تین مہینوں کی یہ پابندی ختم ہوجاتی تھی لٰہذا وہ لوگ جنگ لڑائی اَور سفر میں چل دیتے تھے۔ (تفسیر ابنِ کثیر بتغیر ج ۲ ص ۳۵۴)

ماہِ صفر کے ساتھ ''مظفَّر'' لگانے کی وجہ :

عام طور پر صفر کے ساتھ مظفر یا خیر کا لفظ لگایا جاتا ہے یعنی کہا جاتا ہے ''صفر المظفر'' یا ''صفر الخیر'' اِس کی وجہ یہ ہے کہ مظفر کے معنٰی کامیابی و کامرانی والی چیز کے ہیں اَور خیر کے معنٰی نیکی اَور بھلائی کے ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں کیونکہ صفر کے مہینے کو منحوس مہینہ سمجھا جاتا تھا اَور آج بھی اِس مہینہ کو بہت سے لوگ منحوس بلکہ آسمان سے بلائیں اَور آفتیں نازل ہونے والا سمجھتے ہیں اَور اِسی وجہ سے اِس مہینہ میں خوشی کی بہت سی چیزوں (مثلاً شادی بیاہ وغیرہ کی تقریبات) کو منحوس یا معیوب سمجھتے ہیں جبکہ اِسلامی اِعتبار سے اِس مہینہ سے کوئی نحوست وابستہ نہیں اَور اِسی وجہ سے اَحادیثِ مبارکہ میں اِس مہینہ کے ساتھ نحوست وابستہ ہونے کی سختی کے ساتھ تردید کی گئی ہے اِس لیے صفر کے ساتھ ''مظفر'' یا ''خیر'' کا لفظ لگا کر ''صفر المظفر'' یا ''صفر الخیر'' کہا جاتا ہے تاکہ اِس کو منحوس اَور شر و آفت والا مہینہ نہ سمجھا جائے بلکہ کامیابی والا اَور بامراد نیز خیر کا مہینہ سمجھا جائے اَور اِس مہینے میں اَنجام دیے جانے والے کاموں کو نامراد اَور منحوس سمجھنے کا تصور اَور نظریہ ذہنوں سے نکل جائے۔

ماہِ صفر کے متعلق نحوست کا عقیدہ اَور اُس کی تردید :

جیسا کہ پہلے گزر چکا کہ زمانۂ جاہلیت میں ماہِ صفر کے متعلق بکثرت مصیبتیں اَور بلائیں نازل ہونے کا اِعتقاد رکھا جاتا تھا اَور آج مذہبی لوگوں نے بھی اِس مہینہ کو مصیبتوں اَور آفتوں سے بھرپور قرار دیا ہے حتی کہ لاکھوں کے حساب سے آفات اَور بلیات کے نازل ہونے کی تعداد بھی نقل کردی ہے اَور اِسی پر اِکتفا نہیں کیا بلکہ (نعوذ باللہ) جلیل القدر اَنبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کو بھی اِس مہینہ میں مبتلاءِ مصیبت ہونا قرار دیا ہے اَور پھر خود ہی اُنہوں نے اِن مصیبتوں سے بچنے کے طریقے بھی ذکر کردیے ہیں۔ یہ سب من گھڑت اَور اپنی طرف سے بنائی ہوئی باتیں ہیں جن کی قرآن وحدیث، صحابہ وتابعین، ائمہ مجتہدین اَور سلفِ صالحین میں سے کسی سے بھی کوئی صحیح سند نہیں کیونکہ قرآن وسنت کی رُو سے بنیادی طور پر خود نحوست اَور اِس مہینہ میں مصیبتوں اَور آفتوں کا نازل ہونا ہی باطل ہے بلکہ یہ جاہلیت کا ایجاد کردہ نظریہ ہے تو اِس پر جو بنیاد بھی رکھی جائے گی وہ یقیناً باطل اَور غلط ہی ہوگی۔

رحمتِ عالم ﷺ نے اپنے صاف اَور واضح اِرشادات کے ذریعے زمانۂ جاہلیت کے توہمات اَور قیامت تک پیدا ہونے والے تمام باطل خیالات اَور صفر کے متعلق وجود میں آنے والے تمام نظریات کی تردید اَور نفی فرمادی ہے اَور اِس کے ساتھ ساتھ زمانۂ جاہلیت میں جن جن طریقوں سے نحوست، بدفالی اَور بدشگونی لی جاتی تھی اُن سب کی بھی مکمل طور پر نفی اَور تمام مسلمانوں کو اِس قسم کے توہمات سے بچنے کی تاکید فرمادی ہے بلکہ وہ تمام اَوہام وخرافات جن سے عرب کے مشرکین لرزہ براَندام رہتے تھے اَور جن کو وہ بذاتِ خود دُنیا کے نظام پر اَثر ڈالنے والے اَور دُنیا کے حالات کو بدلنے والے سمجھتے تھے، آنحضرت ﷺ نے اُن کا طلسم توڑ دیا اَور اعلان فرمایا کہ اِن کی کوئی اصل نہیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَۃَ وَلَا ھَامَۃَ وَلَا صَفَرَ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ کَمَا تَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ (بخاری)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ ایک کی بیماری کا (اللہ کے حکم کے بغیر خود بخود) دُوسرے کو لگ جانا، بدفالی اَور نحوست اَور صفر (کی نحوست وغیرہ) یہ سب باتیں بے حقیقت ہیں اَور

مجذوم (کوڑھی) شخص سے اِس طرح بچو اور پرہیز کرو جس طرح شیر سے بچتے ہو۔''

فائدہ : مجذوم (یعنی کوڑھی) شخص سے بچنے کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا ھَامَةَ وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ . (صحیح مسلم ، ابوداؤد)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا مرض کا (خود بخود بغیر حکمِ الٰہی کے) دُوسرے کو لگ جانا، اُلو، ستارہ اور صفر (کی نحوست وغیرہ) کی کوئی حقیقت نہیں (وہم پرستی کی باتیں ہیں)۔''

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاعَدْوٰی وَلَا غُوْلَ وَلَا صَفَرَ . (مسلم)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ مرض کا (خود بخود) لگ جانا اور غولِ بیابانی اور صفر (کی نحوست) کی کوئی حقیقت نہیں۔''

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعِیَافَةُ وَالطِّیَرَةُ وَالطُّرُقُ مِنَ الْجِبْتِ. (ابوداؤد ، ابن ماجه ، احمد)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پرندوں کی بولی، اُن کے اُڑنے (یا اُن کے نام) سے فال لینا اور کنکری پھینک کر (یا خط کھینچ کر) حال معلوم کرنا شیطانی کام (یا جادُو کی قسم) ہے۔''

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ تَطَیَّرَ اَوْ تُطَیِّرَ لَہٗ اَوْتَکَھَّنَ اَوْتُکُھِّنَ لَہٗ اَوْ سَحَرَ اَوْسُحِرَلَہٗ وَمَنْ اَتٰی کَاھِنًا فَصَدَّقَہٗ بِمَا یَقُوْلُ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ . (مسند بزار)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو خود بُری فال (بدشگونی) لے یا جس کے لیے بُری فال لی جائے یا جو خود کہانت کرائے یا جس کے لیے کہانت کرائی جائے، یا جو خود جادُو کرے یا جس کے لیے جادُو کیا جائے، اور جو شخص کسی کاہن کے پاس آیا اور اُس کی باتوں کی تصدیق کی تو اُس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ چیز (قرآن

وشریعت) کا (ایک طرح سے) کفر کیا۔''

خلاصہ یہ ہے کہ اِسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ تمام خیالات باطل ہیں بلکہ نقل کے خلاف ہونے کے علاوہ عقل کے بھی خلاف ہیں۔

ماہِ صفر سے متعلق بعض روایات کا تحقیقی جائزہ :

من گھڑت اَور اِیجاد کردہ باتوں کی کوئی بنیاد تو ہوتی نہیں لیکن جب جاہلوں یا اُن کے گمراہ کن رہنماؤں سے اِن باتوں کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے جو عوام میں مشہور ہوگئی ہیں تو وہ من گھڑت روایتیں اَور غلط سلط دلیلیں پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں چنانچہ صفر کے مہینے کے منحوس ہونے کے متعلق بھی اِسی قسم کی ایک روایت پیش کی جاتی ہے جس کے اِلفاظ یہ ہیں :

مَنْ بَشَّرَنِیْ بِخُرُوْجِ صَفَرَ بَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ . (موضوعات ملا علی قاریؒ ص ۶۹)

''جوشخص مجھے (یعنی بقول اُن لوگوں کے حضور ﷺ کو) صفر کے مہینے کے ختم ہونے کی خوشخبری دے گا میں اُس کو جنت کی بشارت دُوں گا''۔

اِس روایت سے یہ لوگ صفر کے مہینہ کے منحوس اَور نامراد ہونے کی دلیل پکڑتے ہیں اَور کہتے ہیں کہ صفر میں نحوست تھی اِسی لیے تو نبی ﷺ نے صفر صحیح سلامت گزرنے پر جنت کی بشارت دی ہے۔

اِس سلسلے میں یاد رکھنا چاہیے کہ اَوّل تو یہ حدیث ہی صحیح نہیں بلکہ من گھڑت اَور موضوع ہے یعنی حضور ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ اِس کا ثبوت نہیں بلکہ بعد کے لوگوں نے خود گھڑ کر اِس کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کر دی ہے، چنانچہ خود ملا علی قاری رحمہ اللہ جو بہت بڑے جلیل القدر محدث ہیں وہ اِسے اپنی کتاب ''اَلْمَوْضُوْعَاتُ الْکَبِیْرِ'' میں درج فرما کر اِس کو بے بنیاد اَور بے اَصل قرار دے رہے ہیں۔ دُوسرے اِس من گھڑت روایت کے مقابلے میں بے شمار صحیح اَحادیث صفر کے منحوس اَور نامراد ہونے کی نفی کر رہی ہیں لہٰذا صحیح اَحادیث کے مقابلہ میں موضوع (من گھڑت) روایت پیش کرنا کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ تیسرے بذاتِ خود اِس روایت میں صفر کے مہینہ کے منحوس ہونے کی کوئی دلیل بلکہ اِشارہ تک بھی نہیں، لہٰذا اِس روایت کے الفاظ سے صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا صرف اپنا اِختراع اَور خیال ہے، چنانچہ اِس روایت کے الفاظ پر غور کرنے سے ہر صاحبِ عقل اِس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ چوتھے تھوڑی دیر کے لیے اِس روایت کے

موضوع اَور من گھڑت ہونے سے نظر ہٹا کر دُوسرے قواعد کو سامنے رکھتے ہوئے اگر غور کیا جائے تو اِس کا صحیح مطلب اُن لوگوں کے بالکل خلاف جاتا ہے چنانچہ اِس کا صحیح مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا وصال ربیع الاوّل کے مہینے میں ہونے والا تھا اَور آپ ﷺ وصال کے بعد اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے مشتاق تھے جس کی وجہ سے آپ کو ماہِ صفر کے گزرنے اَور ربیع الاوّل کے شروع ہونے کی خبر کا اِنتظار تھا اَور ایسی خبر لانے پر آپ ﷺ نے اِس بشارت کو مرتب فرمایا۔ تصوف کی بعض کتابوں میں اِسی مقصد کے لیے اِس روایت کو ذکر کیا گیا ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ اِس روایت کا صفر کی نحوست سے دُور کا بھی تعلق نہیں بلکہ یہ مضمون اَور مفہوم خود ساختہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ایک صورت میں خود یہ روایت خود ساختہ ہے اور دُوسری صورت میں اِسکا مضمون خود ساختہ ہے۔ کسی پہلو سے بھی اِس روایت سے صفر کے مہینہ کا منحوس ہونا ثابت نہیں ہوتا (ماخوذ اَز ''بدشگونیاں، بدفالیاں اَور توہمات'' اَز مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی، بتغیر و اِضافہ)۔

ماہِ صفر کی آخری بدھ کی شرعی حیثیت اور اُس سے متعلق بدعات :

بہت سے لوگ ماہِ صفر کی آخری بدھ کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں اِس کو ''سیر بدھ'' کے نام سے مشہور کیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ صفر کی آخری بدھ کو آنحضرت ﷺ نے غسل صحت فرمایا تھا اَور سیر تفریح فرمائی تھی۔ اِسی لیے بعض ناواقف اَور سادہ لوح مسلمان مرد اَور عورتیں اِس دن باغات اَور سیر گاہوں میں سیر و تفریح کے لیے جاتے ہیں۔ شرینی اَور چُوری تقسیم کرتے ہیں، بعض علاقوں میں گھونگنیاں (پکے ہوئے چنے) تقسیم کرتے ہیں، عمدہ قسم کے کھانے پکانے کا اہتمام کرتے ہیں، اِس دن خوشی و تہوار مناتے ہیں، کاریگر اَور مزدور کام نہیں کرتے اپنے مالک سے مٹھائی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ بعض مکتبوں میں بھی اِس دن چھٹی کی جاتی ہے اَور اِس سلسلے میں ایک شعر بھی گھڑ لیا ہے، جس کا مضمون یہ ہے۔

آخری چہار شنبہ آیا ہے غسلِ صحت نبی نے پایا ہے

حالانکہ یہ تمام باتیں من گھڑت ہیں اِسلامی اعتبار سے ماہِ صفر کی آخری بدھ کی کوئی خاص اہمیت اَور اِس دن شریعت کی طرف سے کوئی خاص عمل مقرر نہیں ہے۔ اِس سلسلہ میں ایک لطیفہ بھی منقول ہے کہ ایک نواب زادے نے اپنے اُستاد سے اِس تاریخ میں عیدی مانگی، اُنہوں نے شعر کے اَنداز میں اِس عیدی

کو بہت اچھے طریقے پر رَد کردیا ۔

آخری چہار شنبہ ماہِ صفر ہست چوں چہار شنبہ ہائے دِگر
نہ حدیثی شد دراں وارِد نہ درو عید کرد پیغمبر

''صفر کے مہینے کی آخری بدھ دُوسرے مہینوں کی آخری بدھ کی طرح ہے اِس بارے میں کوئی خاص حدیث یا واقعہ ثابت نہیں اَور نہ ہی اِس میں نبی علیہ السلام نے کوئی عید منائی ہے''۔(زوال السنۃ عن اعمال السنۃ ص ۸)

بعض لوگ اِس دن گھروں میں اگر مٹی کے برتن ہوں تو اُن کو توڑ دیتے ہیں ۔اِسی دن بعض لوگ چاندی کے چھلّے اَور تعویذات بنا کر مختلف مصیبتوں خاص کر صفر کی نحوست سے بچنے کی غرض سے پہنا کرتے ہیں، یہ چیزیں بھی توہم پرستی میں داخل ہیں۔

لٰہذا اِس دن کاریگر اَور مزدوروں کا خاص اہتمام سے چھٹی کرنا بے اصل ہے اَور مزدوروں کا مالک سے مٹھائی وغیرہ کا مطالبہ کرنا صحیح نہیں اَور اِس دن کو دُوسرے دِنوں کی بہ نسبت زیادہ فضیلت اَور ثواب والا سمجھنا بدعت ہے۔اِس دن برتن وغیرہ توڑنا اَور مصیبتوں اَور نحوست سے بچنے کے لیے چھلے اَور تعویذ بنانا بھی شرعاً منع ہے کیونکہ یہ سب چیزیں قرآن وسنت ،صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ، تابعین ، ائمہ مجتہدین اَور سلفِ صالحین رحمہم اللہ کسی سے ثابت نہیں ۔یہ سب بعد کے لوگوں کی ایجاد ہے اَور اپنی طرف سے دین میں ایک نیا اِضافہ ہے جو خالص بدعت اَور واجب الترک ہے۔

اِس دن آنحضرت علیہ السلام کا غسلِ صحت فرمانا کہیں ثابت نہیں بلکہ اِس دن تو رحمتِ دوعالم علیہ السلام کی اُس بیماری کی اِبتدا ہوئی تھی جس میں آپ علیہ السلام کا وصالِ مبارک ہوا۔اِس بارے میں مسلمانوں کے بڑے بڑے سلسلے اَور مکتبۂ فکر کے حضرات متفق ہیں کہ آخری چہار شنبہ (یعنی صفر کی آخری بدھ) کے روز رحمتِ دوعالم علیہ السلام کے مرضِ وفات کا آغاز ہوا تھا، چند حوالے جات ملاحظہ ہوں :

☆ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں :

''۲۸؍صفر ۱۱ھ چہار شنبہ (بدھ) کی رات میں آپ علیہ السلام نے قبرستان بقیع غرقد میں تشریف لے جا کر اہلِ قبور کے لیے دُعائے مغفرت کی ،وہاں سے تشریف لائے تو سر

میں دَرد تھا اَور پھر بخار ہو گیا اَور یہ بخار صحیح روایات کے مطابق تیرہ روز تک متواتر رہا اَور اِسی حالت میں وفات ہو گئی''۔ (ملاحظہ ہو سیرتِ خاتم الانبیاء ص ۱۴۱)

☆ فقیہِ وقت حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں :

''آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں بلکہ اِس دن میں جناب رسول اللہ ﷺ کو شدتِ مرض واقع ہوئی تھی تو یہودیوں نے خوشی کی تھی، وہ اَب جاہل ہندوؤں میں رائج ہو گئی۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا ''. (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵)

☆ بریلوی مکتبہ فکر کے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کا فتویٰ :

''آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں، نہ اِس دن صحت یابی حضور سیّد عالم ﷺ کا کوئی ثبوت ہے بلکہ مرضِ اَقدس جس میں وفات ہوئی اُس کی اِبتداء اِسی دن سے بتائی جاتی ہے''۔ (احکامِ شریعت ج ۳ ص ۱۸۳)

☆ بریلوی مکتبہ ٔفکر کے ایک دُوسرے عالم مولانا امجد علی صاحب تحریر کرتے ہیں :

''ماہِ صفر کا آخری چہار شنبہ ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے لوگ اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں۔ سیر و تفریح اَور شکار کو جاتے ہیں پوریاں پکتی ہیں اَور نہاتے دھوتے ہیں خوشیاں مناتے ہیں اَور کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اِس روز غسلِ صحت فرمایا تھا اَور بیرونِ مدینہ سیر کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ یہ سب باتیں بے اصل ہیں بلکہ اِن دِنوں میں حضور اَکرم ﷺ کا مرض شدت کے ساتھ تھا، لوگوں کو جو باتیں بتائی ہوئی ہیں سب خلافِ واقع ہیں''۔ (بہارِ شریعت ج ۶ ص ۲۴۲)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کُل تیرہ دن بیمار رہے ہیں اَور اِس پر بھی سب متفق ہیں کہ آپ ﷺ نے پیر کے روز وصال فرمایا ہے۔ اِس حساب سے اگر دیکھا جائے تو آپ ﷺ کے مرضِ وفات کا دِن بدھ ہی بنتا ہے۔ اِس طرح سے کہ بدھ سے دُوسرے بدھ تک آٹھ دن اَور جمعرات سے پیر تک پانچ دن (۸+۵=۱۳) لہٰذا مرضِ وفات کا آغاز بالاتفاق بدھ ہی کا دن ہوا۔ مذکورہ حوالے جات

سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ صفر کے مہینے کی آخری بدھ رسول اللہ ﷺ کے مرضِ وفات کے آغاز کا دِن تھا نہ کہ صحت یابی کا تو آپ ﷺ کے مرضِ وفات پر خوشی کیسی؟

درحقیقت بات یہ ہے کہ آخری چہار شنبہ یہودیوں اَور ایرانی مجوسیوں کی رسم ہے جو اِیران سے منتقل ہو کر ہندوستان میں آئی ہے اَور یہاں کے بے دین بادشاہوں نے اِسے پروان چڑھایا (ملاحظہ ہو ''دائرہ معارف اِسلامیہ'' پنجاب یونیورسٹی ج ۱ ص ۱۸)

یہود کو آنحضرت ﷺ کے شدتِ مرض سے خوشی ہونا بالکل ظاہر اَور اُن کی عداوت اَور شقاوت کا تقاضہ ہے۔(فتاوٰی محمودیہ ج ۱۵ ص ۴۱۲)

لہٰذا یہ یہود و ہنود کی خوشی کا دن تو ہوسکتا ہے مسلمانوں کا نہیں مسلمانوں کا اِسے بطورِ خوشی منانا سخت بے غیرتی اَور بے اَدبی ہے۔ مسلمانوں کا اِس دن مٹھائی تقسیم کرنا اگرچہ آنحضرت ﷺ کے شدتِ مرض کی خوشی میں یا یہود کی موافقت کرنے کی نیت سے نہ ہو لیکن بہرحال یہ طریقہ غلط ہے، اِس سے بچنا لازم ہے۔ بغیر نیت کے بھی یہود کی موافقت کا طریقہ اِختیار نہیں کرنا چاہیے۔

مسلمانوں کو سوچنا چاہیے کہ وہ اِس یہودیانہ و مجوسیانہ اَور ہندوانہ رسم کو اپنا کر کہیں حضورِ اَکرم ﷺ کے مرضِ وفات کا جشن منانے میں یہود و ہنود کی صورتاً موافقت تو نہیں کر رہے؟

۞ ۞ ۞

﴿ چار بیماریوں سے حفاظت ﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے کہ ایک بڑے میاں جنہیں قبیصہ کہا جاتا تھا وہ حضور علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگے کہ مجھے کوئی ایسی دُعا بتلا دیں جو مجھے دُنیا و آخرت میں نفع دے، آپ ﷺ نے فرمایا دُنیا کے نفع کے لیے تو یہ ہے کہ جب تم صبح کی نماز پڑھ چکو تو تین مرتبہ یہ کلمات کہہ لیا کرو سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اِسکی برکت سے اللہ تعالیٰ تمہیں چار بیماریوں سے بچائیں گے: (۱) جذام (۲) پاگل پن (۳) اَندھا پن (۴) فالج۔

(عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی ص ۱۷۷)

گلدستۂ اَحادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

✿ ✿ ✿

دوزخ کی دیواروں کی موٹائی چالیس برس کی مسافت کے برابر ہوگی :

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَسُرَادِقُ النَّارِ اَرْبَعَۃُ جُدُرٍ کِثْفُ کُلِّ جِدَارٍ مَسِیْرَۃُ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً .

(ترمذی ج ۲ ص ۸۵ ، مشکٰوۃ ص ۵۰۳)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا : دوزخ کے اِحاطے کے لیے چار دیواریں ہوں گی جن میں سے ہر دیوار کی موٹائی چالیس برس کی مسافت کے برابر ہوگی۔

کافروں کو جکڑنے والی زنجیر کی لمبائی چالیس سال کی مسافت سے بھی زیادہ ہے :

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَوْ اَنَّ رُصَاصَۃً مِثْلَ ھٰذِہٖ وَاَشَارَ اِلٰی مِثْلِ الْجُمْجُمَۃِ اُرْسِلَتْ مِنَ السَّمَاءِ اِلَی الْاَرْضِ وَھِیَ مَسِیْرَۃُ خَمْسِمِائَۃِ سَنَۃٍ لَبَلَغَتِ الْاَرْضَ قَبْلَ اللَّیْلِ وَلَوْ اَنَّھَا اُرْسِلَتْ مِنْ رَأْسِ السِّلْسِلَۃِ لَسَارَتْ اَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا اَللَّیْلَ وَالنَّھَارَ قَبْلَ اَنْ تَبْلُغَ اَصْلَھَا اَوْ قَعْرَھَا . (ترمذی ج ۲ ص ۸۶ ، مشکٰوۃ ص ۵۰۴)

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ اَکرم ﷺ نے فرمایا : اگر سیسے کا ایک گولہ جو اِس جیسا ہو، آپ نے (سر کی طرف) اِشارہ کر کے فرمایا کہ کھوپڑی جیسا ہو (یعنی سیسے کا وہ گولہ جو کھوپڑی کی طرح گول اَور بھاری ہونے کی وجہ سے نہایت سُرعت کے ساتھ لڑھکنے والا ہو) آسمان سے زمین کی طرف پھینکا جائے جن کا درمیانی فاصلہ پانچ سو برس کی مسافت کے برابر ہے تو یقینًا وہ گولہ ایک رات گزرنے

سے بھی پہلے (یعنی بہت مختصر مدت میں) زمین پر پہنچ جائے لیکن اگر وہ گولہ زنجیر کے ایک سرے سے چھوڑا جائے تو چالیس سال تک مسلسل دن ورات لڑھکنے کے باوجود اِس زنجیر کی جڑ (یعنی اُس کے دُوسرے سرے تک) یا یہ فرمایا کہ اُس کی تہ تک نہ پہنچے۔''

ف : مطلب یہ ہے کہ جس زنجیر میں کافر دوزخی کو جکڑا جائے گا اگر اُس کی لمبائی کا اَندازہ لگانا چاہو تو اِس سے لگاؤ کہ اگر ایک سیسے کا گولہ آسمان سے چھوڑا جائے تو باوجود یکہ آسمان وزمین کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت کے برابر فاصلہ ہے وہ گولہ بہت تھوڑی سی دیر میں زمین پر پہنچ جائے گا کیونکہ گول اَور بھاری چیز اُوپر سے نیچے کی طرف بہت جلد آتی ہے لیکن اگر وہی گولہ اُس زنجیر کے ایک سرے سے لڑھکایا جائے اَور آسمان سے زمین پر آنے والی اِسی تیز رفتاری کے ساتھ چالیس سال تک مسلسل دن ورات لڑھکتا رہے تب بھی اُس زنجیر کے دُوسرے سرے تک نہیں پہنچ پائے گا۔

جہنم کے سانپ اَور بچھو کے ایک دفعہ ڈسنے کی تکلیف چالیس سال تک محسوس ہوتی رہے گی :

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ فِی النَّارِ حَيَّاتٍ كَاَمْثَالِ الْبُخْتِ تَلْسَعُ اِحْدٰهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حَمْوَتَهَا اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا وَاِنَّ فِی النَّارِ عَقَارِبَ كَاَمْثَالِ الْبِغَالِ الْمُؤْكَفَةِ تَلْسَعُ اِحْدٰهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حَمْوَتَهَا اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا. (مسند احمد بحواله مشكوٰة ص ۵۰۴)

''حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا : دوزخ میں بُختی اُونٹ کے برابر (بہت بڑے بڑے) سانپ ہیں اُن میں سے جو سانپ ایک دفعہ بھی کسی کو ڈسے گا تو وہ اُس کے زہر کی ٹیس اَور لہر چالیس سال تک پاتا رہے گا، اِسی طرح دوزخ میں جو بچھو ہیں وہ پالان بندھے خچروں کی مانند ہیں اُن میں سے جو بچھو ایک دفعہ بھی کسی کو ڈنگ مارے گا تو وہ اُس کی لہر اَور دَرد کی شدت چالیس سال تک پاتا رہے گا۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددُعاء کی قبولیت کے آثار چالیس سال بعد ظاہر ہوئے :

قرآنِ کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب فرعونیوں کے ظلم وستم

سے تنگ آ کر اُن کے خلاف بددُعاء کی **رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰی اَمْوَالِھِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ** ہمارے پروردِگار اِن کے مالوں کو نیست و نابود کر دیجیے اَور اِن کے دِلوں کو اَور زیادہ سخت کر دیجیے کہ یہ اِیمان نہ لانے پائیں یہاں تک کہ عذابِ اَلیم کو دیکھ لیں تو اِس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا : **قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُکُمَا** کہ تم دونوں کی دُعاء قبول کر لی گئی۔(پ۱۱ ع۱۴)

علامہ بغوی رحمہ اللہ (م : ۵۱۶ھ) اِن آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں : **وَفِیْ بَعْضِ الْقَصَصِ کَانَ بَیْنَ دُعَاءِ مُوْسٰی وَاِجَابَتِہٖ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً (معالم التنزیل ج۲ ص ۳۴۶)** قصص کی ایک کتاب میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددُعاء اَور اُس کی قبولیت کے درمیان چالیس سال کی مدت گزری (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعاء کی قبولیت کے آثار چالیس برس بعد ظاہر ہوئے)۔

میت کو چالیس قدم کندھا دینے سے چالیس گناہ معاف ہوتے ہیں :

رُوِیَ عَنْهُ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ حَمَلَ جَنَازَةً اَرْبَعِیْنَ خُطْوَةً کُفِّرَتْ عَنْهُ اَرْبَعِیْنَ کَبِیْرَةً .

(رَواه ابوبکر النجار بحواله شرح مُنیة المصلی ص ۵۹۲)

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص کسی جنازہ کو چالیس قدم کندھا دیتا ہے اُس کے چالیس کبیرہ گناہ معاف کر دِیے جاتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دَور کا ایک واقعہ :

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک خوبصورت عورت با جماعت نماز پڑھا کرتی تھی، کسی نوجوان کی نظر پڑی تو اُس پر عاشق ہوگیا۔ اُس نے عورت کو ملاقات کا پیغام بھیجا وہ بھی سمجھ گئی کہ یہ شخص فتنے میں مبتلا ہوگیا ہے، وہ عورت ''کامل الایمان'' تھی۔ کہنے لگی کہ میں تجھے ملاقات کا موقع اِس شرط پر دینے کو تیار ہوں کہ تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے چالیس دِن تک نماز اَدا کرو اَور یہ اِس حالت میں ہو کہ تمہاری تکبیر اُولیٰ فوت نہ ہو۔

اُس شخص نے اِسے نہایت آسان کام سمجھتے ہوئے نماز با جماعت شروع کر دی۔ ابھی بارہ

روز ہی گزرے تھے کہ اُس میں تغیر آنا شروع ہوگیا جب چالیس دن مکمل ہوئے تو اُس شخص کی کایا ہی پلٹ چکی تھی۔ اَب اُس عورت نے پیغام بھیجا کہ تمہاری شرط پوری ہوچکی ہے تم آکر ملاقات کر سکتے ہو۔ نوجوان نے جواب بھیجا کہ اَب میری ملاقات اللہ تعالیٰ سے ہوچکی ہے تمہاری ملاقات کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ چالیس دن کے چلّے کا اُس نوجوان پر یہ اَثر ہوا، اِس کے بعد اُس عورت نے اِس واقعہ کا ذکر اپنے خاوند سے کیا اَور اُس نے سارا واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سُنا دیا۔ آپ نے فرمایا صَدَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی اللہ تعالیٰ نے بالکل سچ فرمایا اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ بیشک نماز بے حیائی اَور بُرے کاموں سے روکتی ہے۔ اَور پھر نماز بھی ایسی جو اَمیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے پیچھے اَدا کی گئی ہو سُبْحٰنَ اللّٰہِ اِس کا کیا ہی اَثر ہوگا۔ بہرحال چالیس کے عدد کا یہ خاص اَثر ہے۔ (تفسیر معالم العرفان ج ۲ ص ۲۱۳)

بقیہ : رحمۃ للعالمین ﷺ کے لیے تعددِ اَزواج کی حکمت

یہ چند باتیں لکھی گئی ہیں، اِن کے علاوہ سیرت پر عبور رکھنے والے حضرات کو بہت کچھ حکمتیں آپ ﷺ کے تعددِ اَزواج میں مل سکتی ہیں۔ اِس سلسلے میں سیّدی حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کے رسالہ "کَثْرَتِ الْاَزْوَاجُ لِصَاحِبِ الْمِعْرَاجُ" کا دیکھنا بھی مفید ہوگا۔ یہ تفصیل ہم نے ملحدین و مستشرقین کے پھیلائے ہوئے پُر فریب جال کو کاٹنے کے لیے لکھی ہے کیونکہ اُن کے اِس دامِ تزویر میں بہت سے ناواقف مسلمان بھی پھنس جاتے ہیں جو سیرتِ نبوی اَور تاریخِ اِسلام سے بے خبر ہیں یا جو اِسلامیات کا علم مستشرقین ہی کی کتابوں سے حاصل کرتے ہیں۔ (تفسیر معارف القرآن ص ۲۸۸ تا ص ۲۹۲)

دینی مسائل

﴿ نذر اَور منت کا بیان ﴾

نذر کے صحیح ہونے کی شرائط :

(۱) نذر عبادتِ مقصودہ کی ہو عبادتِ غیر مقصودہ کی نہ ہو۔

(۲) اِس پر نذر سے پہلے اُس عبادت کا کرنا واجب نہ ہو لہٰذا اگر فرض حج کی نذر کی تو نذر نہ ہوگی۔

(۳) وہ اَمر محال نہ ہو مثلاً گزشتہ دِن کے روزے یا اعتکاف کی نذر کی تو نذر صحیح نہ ہوئی۔

(۴) جتنے مال کے صدقہ کا اِلتزام کیا ہو وہ ملکیت سے زائد نہ ہو۔

مسئلہ : یوں منت مانی کہ دس روپے خیرات کروں گا یا بیس روپے خیرات کروں گا تو جتنا کہا ہے اُتنا خیرات کرے۔ اگر یوں کہا پچاس روپے خیرات کروں گا اَور اُس کے پاس اُس وقت فقط دس ہی روپے کی پونجی ہے تو دس ہی روپے دینا پڑیں گے۔

اَلبتہ اگر دس روپے کے سوا کچھ مال اَسباب بھی ہے تو اُس کی قیمت بھی لگالیں گے، اِس کی مثال یہ سمجھو کہ دس روپے نقد ہیں اَور سب مال اَسباب پندرہ روپے کا ہے یہ سب پچیس روپے ہوئے تو فقط پچیس روپے خیرات کرنا واجب ہے اِس سے زیادہ واجب نہیں۔

(۵) وہ کام بذاتِ خود معصیت نہ ہو۔

مسئلہ : قربانی کے دِن روزے کی نذر صحیح ہے کیونکہ یہ اپنی ذات میں معصیت نہیں بلکہ اَور معنی سے معصیت ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ضیافت سے اعراض ہے۔

مسئلہ : یہ منت مانی کہ اگر فلاں کام ہو جائے تو فلانے مزار پر چادر چڑھاؤں گا تو یہ نذر نہیں ہوئی۔

مسئلہ : مولیٰ مشکل کشا کا روزہ اَور آس بی بی کا کونڈا یہ شرک کی باتیں ہیں اَور اِن کی نذر ماننا بھی جائز نہیں۔

مسئلہ : بڑے پیر کی گیارہویں کی منت مانی تو یہ منت اَور نذر نہیں ہوئی۔ اگر شرکیہ عقیدے کے ساتھ ہو کہ وہ ہمارے کام بنوادیں گے تو یہ خود معصیت ہے اَور اگر محض اِیصالِ ثواب ہو تو ایصالِ ثواب کی

جنس سے کوئی واجب اَور فرض نہیں ہوتا۔

(٦) نذر کے اِلفاظ کے ساتھ اِنشاء اللہ نہ کہا ہو کیونکہ اِنشاء اللہ کہنے سے نذر باطل ہو جاتی ہے مثلاً یوں کہا اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اِنشاء اللہ سو روپے صدقہ کروں گا یا میں سو روپے صدقہ کروں گا اِنشاء اللہ تو نذر نہیں ہوئی۔

نذر کے بارے میں ایک اَور ضابطہ :

نذر کرنے والے نے اصل عبادت جس کا اِلتزام کیا ہے صرف وہ لازم ہوتی ہے اُس کے ہر وصف جس کا اُس نے اِلتزام کیا ہو لازم نہیں ہوتا مثلاً صدقہ میں روپے کی یا فقیر کی یا جگہ کی تعیین اَور اِسی طرح نماز میں جگہ کی تعیین اَور روزے میں دِن اَور مہینے کی تعیین لازم نہیں ہوتی۔

مسئلہ : کسی نے کہا یا اللہ ! اگر میرا فلانا کام ہو جائے تو پانچ روزے رکھوں گا تو جب کام ہو جائے گا پانچ روزے رکھنے پڑیں گے اَور اگر کام نہیں ہوا تو نہ رکھنے پڑیں گے۔ اگر فقط اِتنا ہی کہا ہے کہ پانچ روزے رکھوں گا تو اِختیار ہے چاہے پانچوں روزے ایک دم سے لگاتار رکھے اَور چاہے ایک ایک دو دو کر کے پورے پانچ کر لے دونوں باتیں درست ہیں۔ اَور اگر نذر کرتے وقت یہ کہہ دیا کہ پانچوں روزے لگاتار رکھوں گا یا دِل میں یہ نیت تھی تو سب ایک دم سے رکھنے پڑیں گے اگر بیچ میں ایک آدھ چھوٹ جائے تو پھر سے رکھے۔

مسئلہ : اگر یوں کہا کہ جمعہ کا روزہ رکھوں گا یا محرم کی پہلی تاریخ سے دسویں تاریخ تک روزے رکھوں گا تو خاص جمعہ کو روزہ رکھنا واجب نہیں اَور محرم کی خاص اِنہی تاریخوں میں روزہ رکھنا واجب نہیں جب چاہے دس روزے رکھ لے لیکن دسوں لگاتار رکھنا پڑیں گے چاہے محرم میں رکھے چاہے کسی اَور مہینے میں سب جائز ہے۔ اِسی طرح اگر یہ کہا کہ اگر آج میرا یہ کام ہو جائے تو کل ہی روزہ رکھوں گا جب بھی اِختیار ہے جب جب چاہے رکھے۔

مسئلہ : کسی نے نذر کرتے وقت یوں کہا محرم کے مہینے کے روزے رکھوں گا تو محرم کے پورے مہینے کے روزے لگاتار رکھنے پڑیں گے اگر بیچ میں حیض کی وجہ سے دس پانچ روزے چھوٹ جائیں تو اِس کے بدلے اِتنے روزے اَور رکھ لے سارے روزے نہ دوہرائے اَور یہ بھی اِختیار ہے کہ محرم کے مہینہ میں نہ رکھے کسی اَور مہینہ میں رکھے لیکن سب لگاتار رکھے۔

مسئلہ : اگر یوں کہا ایک سو روپے کی روٹی فقیروں میں بانٹوں گا تو اِختیار ہے چاہے ایک سو روپے کی روٹی دے چاہے ایک سو روپے کی کوئی اَور چیز یا ایک سو روپے نقد دیدے۔

مسئلہ : کسی نے یوں کہا دس روپے خیرات کروں گا ہر فقیر کو ایک ایک روپے۔ پھر پورے دس روپے ایک ہی فقیر کو دے دیے تو بھی جائز ہے ہر فقیر کو ایک ایک روپے دینا واجب نہیں۔ اگر دس روپے بیس فقیروں کو دے دیے تو بھی جائز ہے۔ اَور اگر یوں کہا دس روپے دس فقیروں پر خیرات کروں گا تو بھی اِختیار ہے چاہے دس کو دے چاہے کم زیادہ کو۔

مسئلہ : اگر یوں کہا کہ دس نمازیوں کو یا دس حافظوں کو کھلاؤں گا تو دس فقیروں کو کھلا دے چاہے وہ نمازی اَور حافظ ہوں یا نہ ہوں۔

مسئلہ : کسی نے یوں کہا کہ دس روپے مکہ میں خیرات کروں گا تو مکہ میں خیرات کرنا واجب نہیں جہاں چاہے خیرات کرے۔ یا یوں کہا تھا جمعہ کے دِن خیرات کروں گا فلانے فقیر کو دُوں گا تو جمعہ کے دن خیرات کرنا اَور اُسی فقیر کو دینا ضروری نہیں۔ اِسی طرح اگر روپے مقرر کر کے کہا کہ یہی روپے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دُوں گا تو بعینہٖ وہی روپے دینا واجب نہیں چاہے وہ دے یا اِتنے ہی دُوسرے دیدے۔

مسئلہ : اِسی طرح اگر منت مانی کہ مسجد میں نماز پڑھوں گا یا مکہ میں نماز پڑھوں گا تو بھی اِختیار ہے جہاں چاہے پڑھے۔

مسئلہ : اگر کسی نے فقط اِتنا کہا کہ میرے ذمّہ نذر ہے اَور کچھ نیت بھی نہیں کی تو قسم کا کفارہ دے اَور اگر نیت کی تھی تو اگر روزے کی نیت کی تھی تو تین روزے رکھے اَور اگر صدقہ کی نیت کی تھی تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

مسئلہ : اگر کہا اللہ کے لیے میرے ذمّہ فقراء کو کھانا کھلانا ہے تو دس فقیروں کو دو وقت کھانا کھلائے۔

مسئلہ : اگر کہا میرا فلاں کام ہو گیا تو بچوں میں پانچ سیر مٹھائی تقسیم کروں گا تو کُل مٹھائی فقیروں میں تقسیم کرے خواہ بچے ہوں یا بڑے ہوں۔ اگر اِس میں سے کچھ مالداروں کو یا اُن کے بچوں کو دیدی تو اُن کے لیے وہ کھانی جائز ہے لیکن جتنی اُن کو دی ہے اُتنی ہی اَور خرید کر فقراء میں تقسیم کرنی ہوگی۔ (جاری ہے)

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ - 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+ V فون نمبر : 36152120 - 42 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)